

24
/5

انجمن احیاء آثار نبویہ و آف سرکولیشن کی تصدیق

اکوڑہ خشک

فہرست

الحق

جلد نمبر: ۲۴
شمارہ: ۵
جمادی الاخر: ۱۴۰۹ھ
فروری: ۱۹۸۹

فون نمبر ڈائریکٹ ڈائینگٹ سٹم
۲۳۵/۲۲۱/۲۳۰
کوڈ نمبر: ۵۲۳۱۴

اسٹیشن کے
مضامین

بیاد
حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ
مدینہ
حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی
معاون مدینہ
مولانا عبد القیوم حقانی ○ شفیق فاروقی

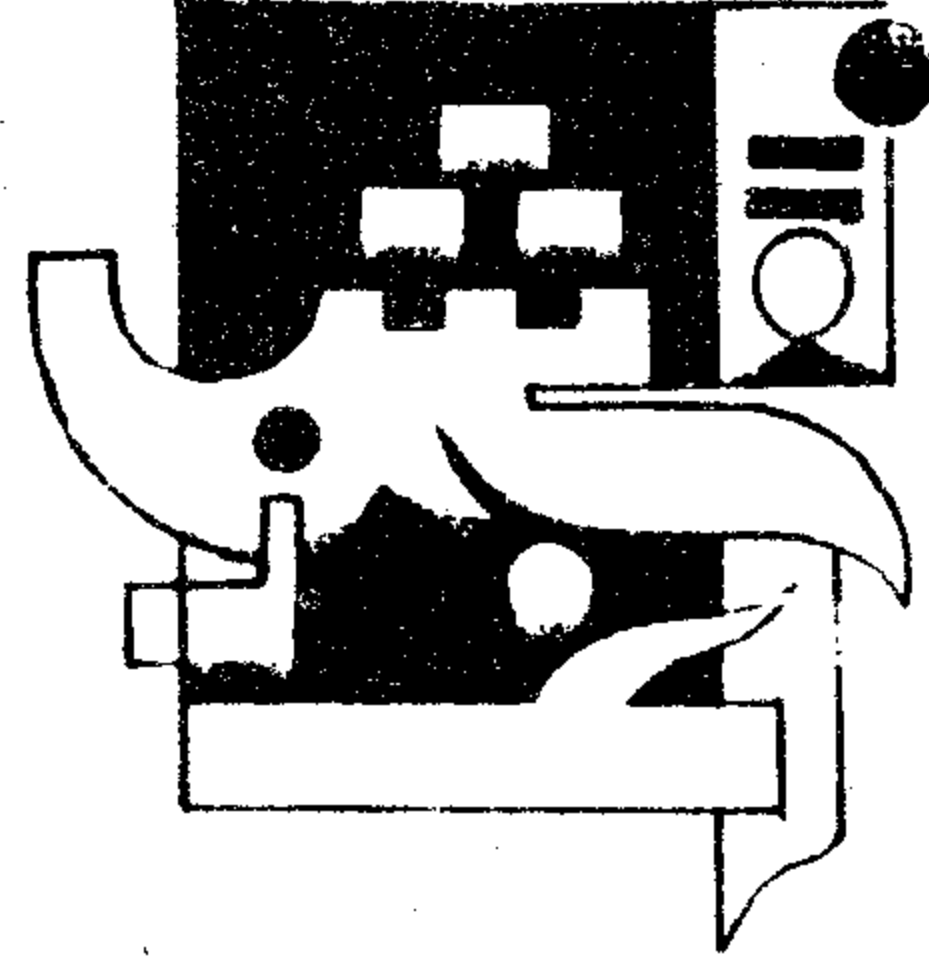
نقش آغاز

فسطائیت ایک ظالمانہ اور استحصالی نظام
اندھی بھری آمریت اور جبر و استبداد کا آغاز
الحاج محمد یوسف اور الحاج محمد تمیم کا انتقال

- ۱۲ جہاد افغانستان کا تاریخی پس منظر _____ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی
- ۲۱ فتح شکست کے اسباب اور قوت کا سرچشمہ _____ کیا عورت سربراہ مملکت بن سکتی ہے؟ _____ مولانا سیف اللہ حقانی
- ۳۲ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی _____ شیخ الحدیث مولانا محمد حسن جان
- ۳۷ ٹیلیوژن اور دی سی آر کا شرعی حکم _____ شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد فرید
- ۴۱ عالم اسلام کی علمی اور ثقافتی سرگرمیاں _____ مولانا شفیق الرحمن ندوی
- ۴۷ افکار و تاثرات

- ۵۳ مولانا محمد حسن جان قاضی محمد زاہد حسینی _____ [حقائق السنن / غیر مسلم اور سیرنگاری
قادیانیت کے نئے حربے / تاریخ کا اثر مناسک
الحق کے اہداف و تاثرات]
- ۵۴ مولانا محمد زاہر / شبیر احمد نقیسی _____
- ۵۹ مولانا مفتی ولی حسن کراچی / عبدالسلام کراچی _____
- ۶۳ شیخ الحدیث مولانا فیض احمد / سید امیر الحسنی ندوی انڈیا _____
- ۵۷ مولانا قاری قیام الدین حسینی _____
- ۵۹ شفیق الدین فاروقی _____
- ۶۳ مولانا حافظ محمد ابراہیم قانی _____

پہل اشتراک: پاکستان میں سالانہ ۵۰ روپے - فی پرچہ ۵ روپے - بیرون ملک بھری ڈاک ۸ پونڈ - بیرون ملک ہوائی ڈاک ۱۲ پونڈ
سب حق استاذ دارالعلوم حقانیہ نے منظور عام پریس پشاور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ "حق" دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خشک سے شائع کیا



فسطائیت

ایک ظالمانہ اور استحصالی نظام
اندھی پہری آمریت اور جوہر استبداد کا آغاز

فسطائیت کے منخوس سائے

یہ تو مملکت خدا داد پاکستان پر اسی روز سے فسطائیت کے منخوس سائے پڑنے شروع ہو گئے تھے جس روز سے سیاسی قائدین ارباب بست و کشاد اور حکمرانوں نے ملک کی نظریاتی اساس سے انحراف کی راہ اختیار کر لی۔ پھر اس کے بعد جو صبح بھی طلوع ہوئی بد قسمتی سے اس نے ملک کو نظام شریعت، استحکام مملکت اور خالص اسلامی جمہوریت سے دور اور فسطائیت سے قریب تر کر دیا۔ فسطائی حکومتوں اور نااہل حکمرانوں نے یکے بعد دیگرے قریب قریب سارے فسطائی ہتھکنڈے آزمانے کی کوشش کی اور انہیں مختلف طریقوں سے برابر استعمال کرتے رہے یہاں تک کہ آبادی کے لحاظ سے ملک کا نصف سے زائد حصہ الگ ہو کر دشمن کے قبضے میں چلا گیا۔ ان فسطائی رجحانات اور تجربات کے عبرتناک انجام بالخصوص بھٹو دور کے تباہ کن و طیروں کو دیکھتے ہوئے اس بات کی بجا طور پر توقع کی جاسکتی تھی جب کہ واقعاتی طور پر یہیں غصہ خوش فہمی پر مبنی اس قسم کی کوئی توقع نہیں تھی کہ نئی حکومت ان منفی رجحانات اور آگ سے کھیلنے کے تجربات سے پوری طرح اجتناب کرے گی اور ان کی جگہ وہ دینی رجحانات کو فروغ دے گی۔ خالص دینی و اسلامی، ملک کے نظریاتی، اساسی اور اخلاقی روایات کو سامنے رکھتے ہوئے تعمیر اور ترقی کی طرف متوجہ ہوگی۔ اور احیائے اسلام کی طرف پوری توجہ دے گی مگر ع

اے بسا آرزو کہ خاک شد

نہ وہ محفل سچی ساقی، نہ پھر وہ دور حجام آیا

تیرے ہاتھوں میں جب سے میکدے کا انتظام آیا

توقعات کے یہ خیالی خاک کے قلب و نگاہ کو نشاط اور آسودگی بخشنے بھی نہ پائے تھے کہ برسر اقتدار گروہ کے تشویشناک عزائم کھل کر سامنے آنے لگے۔ رہبری کے پردے میں پھر سے وہی رہزنی و ہرائی جا رہی ہے سب جانتے

ہیں کہ رہزن کون ہیں ان کے خدو خال برہنہ ہیں اور جو عالمی سیاسی شیطاںوں کی مہرہ بازی کا کرشمہ ہیں۔ آج ایک معمولی سمجھ بوجھ رکھنے والے آدمی پر بھی یہ حقیقت عیاں ہونے لگی کہ اس ملک کے عوام کے ساتھ سخت دھوکہ ہوا ہے جو جماعت غریبوں کی ہمدردی اور جمہوریت کی بحالی کے بلند بانگ دعوے لے کر اقتدار تک پہنچا ہے۔ وہ اس ملک سے دین کو مٹانے، علماء کے اثر و رسوخ، عظمت دینی، سیاسی شخص اور معاشرتی وقار کو گرانے، فرقہ واریت کے فروغ دینے اور فسطائیت کو قائم کرنے پر ادھار کھائے بیٹھ ہی ہے ع

چلنا ذرا آیا ہے تو اترائے چلے ہو

خلفشار، دہشت پسندی اور معاشی استحصال

ہم کل بھی اس معاملے میں کسی غلط فہمی کا شکار نہیں تھے بلکہ اپنے دینی و اسلامی فریضہ منصبی کے پیش نظر قوم کو آگاہ کرتے ہیں بھی حتی المقدور کوئی کسر نہیں چھوڑی اس لئے ہم ہر سب اقتدار جماعت کی ہیئت، جمہوریت پسندی، اسلام سے تعلق اور اہداف اور اعمال کی ترجیحات پر کوئی مستقل تبصرہ نہیں کرنا چاہتے البتہ اس کی دن پارٹی آمریت اور فسطائی مراءم کی نشاندہی کر دیتے ہیں تاکہ اس ملک کے خیر خواہ پہلے کی نسبت اور بھی اچھی طرح جان لیں کہ اس ملک کو کسی خطرناک راہ پر دھکیلا جا رہا ہے۔ کسی ملک پر فسطائی نظام کو ایک ہی لگے بندھے طریق سے مسلط نہیں کیا جاتا بلکہ بعض سیاسی مہرے اپنے بیرونی آقا یاں ولی نعمت کے اشاروں پر دستوری ضابطوں کو پامال کرتے ہوئے اقتدار پر قابض ہو جاتے ہیں۔ اور ملک میں سیاسی، معاشرتی اور اخلاقی زندگی کو اسی حد تک پریشان کن بنا دیا جاتا ہے کہ آزادی کی فضا عوام کے لئے ایک ہولناک عذاب کی صورت اختیار کر لیتی ہے ظلم اور استبداد کے دیوانسانی لہو چاٹنے کے لئے یکسر آزاد کردے جاتے ہیں جن کے ظالمانہ ہتھکنڈوں سے لوگ قید و بند کی صعوبتوں کو آزادی کی برکات کے مقابلے میں اپنے لئے زیادہ بہتر خیال کرنے لگتے ہیں مقصد یہی ہوتا ہے کہ لوگ اس قدر بے حس اور بے ضمیر بنا دئے جائیں کہ انہیں کبھی ظلم اور استبداد کے خلاف آواز بلند کرنے کی جسارت ہی نہ ہو۔ یوں تو فسطائیت کے بھی مختلف روپ ہیں مگر جو فسطائیت، خلفشار، دہشت پسندی، اباحت، جنسی انارکی، فحاشی، دھونس دھاندلی عدم تحفظ کے شدید احساس اور معاشی انصاف کے پردے میں معاشی استحصال اور نا انصافی کے جلو میں آتی ہے وہ نتائج کے اعتبار سے انتہائی تباہ کن ہوتی ہے۔ کیونکہ اس میں پہلے آزادی کے احساسات کو مردہ کیا جاتا ہے پھر ان کے مدفن پر فسطائیت کا محل تیار ہوتا ہے اس لئے اس کے علمبردار عوامی جذبات سے یکسر بے پروا ہو کر انسانوں کو جس طرح چاہتے ہیں استبداد کی چکی میں پیستے ہیں اور انہیں کسی قسم کا کوئی کھٹکے محسوس نہیں ہوتا کیونکہ عوام کے اندر ظلم کے خلاف احتجاج کی قوت تو کیا ان کے اندر راہ بھرنے کی سکت بھی باقی نہیں رہتی۔ یہ پاکستانی قوم کی بدقسمتی ہے کہ اس پر روز اول سے مختلف حربوں سے فسطائیت مسلط کرنے کے پیچھے تجربات کئے جاتے رہے ہیں

اور اب خلفشار اور تشدد کے ذریعہ اس ظالمانہ نظام کو رواج دینے کی کوششیں ہو رہی ہیں۔ اب کی عوامی حکومت پھر سے عوامی مفاد کے نام پر استبداد کی بھٹی میں اسے جھونک رہی ہے۔ تاکہ اس کی انسانیت جھلس کر رہ جائے اور اس کی آرزوئیں اور تمنائیں جل کر خاکستر ہو جائیں اور اس کے اندر کبھی بھی یہ احساس زندہ نہ ہونے پائے کہ وہ ذی روح انسانوں کا گروہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اشرف المخلوقات کی خلعت عطا فرما کر اس دنیا میں بھیجا ہے اس لئے وہ اپنے جیسے انسانوں کی غلامی کے لئے نہیں بلکہ خدا کی غلامی کے لئے پیدا ہوئی ہے۔ اور جو فرد یا گروہ اجتماعی مفاد کے نام پر چراغاں کر کے اس کے انسانی حقوق سلب کرتا ہے وہ اس کا بھی خواہ نہیں بلکہ اس کا دشمن ہے۔

تم تو مصروف چراغاں تھے تمہیں کیا معلوم

اس دیوالی میں دئے بجھ گئے کتنے گھر کے

”انا ولا غیر“ کا فلسفہ غرور

ضروری ہے کہ موجودہ حالات کا اپنے پس منظر اور پیش منظر کے اعتبار سے ایک تحقیقی جائزہ لیا جائے اور اس کے ساتھ یہ بھی بتایا جائے کہ اسلامی معاشرہ کے لئے ارتقاء و خروج، بقا و سالمیت اور زندگی کے رواں دواں قافلہ کے ساتھ جانے کے لئے صحیح اور معتدل راہ کیا ہے اس وقت ملک بھر کی تمام دینی قوتوں و درویند مسلمانوں اور جمہور اہل اسلام سب سے زیادہ اسی مخلصانہ مشورہ کی ضرورت ہے اور اس سلسلہ میں ذرا سی غلطی اور تھوڑی سی بے اعتدالی بھی ان کو کہیں سے کہیں لے جاسکتی ہے۔

ایک لحظہ غافل گشت و صد سالہ راہم دور شد

بدقسمتی سے فسطائی نظام دہشت اور غنڈہ گردی کے بل بوتے پر آگے بڑھتا ہے اور خوف و ہراس کی مدد سے اپنا تسلط قائم رکھتا ہے سب جانتے ہیں کہ حکمران مسلمان کہلانے کے باوجود احکام اسلامی پر نہ تو خود عمل پیرا ہیں اور نہ اس کے اجراء کے عزم رکھتے ہیں حکومت ہی کی سرپرستی میں پھر سے غنڈوں، بد معاشوں، چوروں، مجرموں، شرابیوں اور فتنہ پروروں کا طوطی بولنے لگا ہے۔ شرفار کی پگڑیاں اچھالنے میں کوئی باک محسوس نہیں کی جا رہی ملک میں اسلامی اقدار کے بجائے لادینی کردار کی ترویج کی جا رہی ہے خدا کی حاکمیت اپنی حکومت کو اور دینی مسئلہ اور اخلاقی اقدار کے مقابلے میں آڑے کونسلوں اور ثقافتی اداروں کو ترجیح دی جا رہی ہے۔ خالص مذہبی اور دینی قوتوں، اپنے مخالفین اور حزب اختلاف کے قائدین کے خلاف توپوں کے دہانے کھول دئے گئے ہیں۔ فسطائیت اور بھڑا زم کی ایک روایت یہ بھی ہے کہ وہ اپنے سوا کسی اور کو قیادت کے منصب یا متبادل قیادت کے طور پر ابھرتا دیکھنے کا روادار نہیں ہے انا ولا غیر کا فلسفہ غرور اس کی فطری نہاد ہے۔ شگالگو کے جرم، لندن کے ڈاکو، ماسکو کے قزاق، یونان کے رسہ گیر، اسرائیل کے غنڈے اور بھارت کے ایجنٹ اب کے عوامی دور سعادت میں کمر کس کر میدان

میں آگئے ہیں۔ شرفار اور سادہ لوح مسلمانوں کے ضمیر و ایمان خریدنے اور انہیں انسانیت کے اہل مقام سے ہٹانے کے لئے لاپنج، دھونس دھمکی دھاندلی اور ظلم و تشدد کا کوئی حربہ بھی ایسا نہیں رہا جسے آزمانے کی کوشش نہ کی جا رہی ہو۔ بہر حال حکمرانوں کے عزائم، حکومت کی پالیسیاں، مستقبل کے ترجیحات، حکومتی ہیئت کے غوامض اور اسرار سے واقفیت کسی بھی سوچ بوجھ رکھنے والے انسان سے غفی نہیں رہی۔ حکومت کا ہر کل پرزہ، وزیر ار، مشیران، تمکین، ممبران پارلیمنٹ اور افسران محکمہ غرض ہر شخص بے نقاب ہو کر سامنے آ رہا ہے، نشریاتی اداروں، انٹرویوز، پریس کانفرنسوں، جلسوں میں تقابیر اور روزانہ کے اخباری بیانات سے سب کی انفرادی سیرت اور اجتماعی ذہنیت کی پہچان ہر کہہ و مہ پر عیاں ہو گئی ہے۔ کھرے اور کھوٹے دونوں نکھر گئے ہیں۔ اقتدار اور جاہ و منصب اور سیاسی قیادت کا سیٹج ایسا پیانہ ہے جس سے رہنمایان قوم کے ظرف کا صحیح صحیح اندازہ ہوتا ہے۔

خدا جانے کس کس پہ الزام آتا

اگر ہم بیاں اپنی رو دا کرتے

غیر جمہوری، غیر آئینی، ظالمانہ غیر منصفانہ اور یک طرفہ فیصلے

اس دنیا میں جہاں کہیں بھی عوامی آمریت کی راہ سے فسطائیت کا ظالمانہ نظام برپا کیا گیا ہے اور اس کے فروغ، ترویج اور غلبے کے لئے جو پالیسیاں، جو طریقے جو حربے اور جو طریقے اختیار کئے گئے ہیں۔ موجودہ حکومت اور عوام کے اندر بھی وہی پہلو بڑے نمایاں نظر آ رہے ہیں۔

برسر اقتدار طبقے کی زبان پر ہر وقت عوامی مفاد کا ورد جاری رہنے لگا ہے اور عوام عوام کے نعرے سن سن کر لوگوں کے کان پاک رہے ہیں۔ مگر عوام کے لئے سوائے الفاظ کی شیعہ بازی کے اور کچھ نہیں کیا جا رہا۔ بیچاری عوام کو صرف الفل تسلیوں پر زندہ رکھنے کی کوشش جاری ہے۔ بے روزگاری اور معاشی ناہمواری کے وہ مسائل جو اہل وطن کی زندگیوں کو عذاب بنائے ہوئے ہیں اس عذر کے تحت ٹالے جا رہے ہیں کہ خزانہ خالی اور ملک دیوالیہ ہے۔ مزدوروں بے روزگاروں، کسانوں، آجروں کو تو ان کے حقوق و مراعات کے جواب میں "خزانہ خالی" ہے کی غزل الاپی جاتی ہے مگر بیرو کر لسی کے چونچلے پورے کرنے کے لئے ایک ہزار سی سی کی نئی گاڑیاں خریدنے کی باقاعدہ اجازت دے دی گئی ہے۔ مشیروں کی ایک فوج ظفر موج بھرتی کر کے اور ون پارٹی کارکنوں کو سرکاری ملازمین بنا کر یک طرفہ، غیر منصفانہ ظالمانہ غیر جمہوری اور غیر آئینی فیصلوں کو قوم پر مسلط کر دیا گیا ہے۔

میرا قاتل انہیں کہتے ہیں سب، اور ٹھیک کہتے ہیں

قسم سو بار وہ کھائیں قسم کھانے سے کیسا ہوگا

دھواں دھار تقریروں اور بے پناہ پروپیگنڈے کے زور سے عوام کو سطحیت اور جذباتی دگر پر لایا جا رہا ہے

تاکہ وہ خاص دینی، اسلامی، قومی، اخلاقی اور مثبت اقدار پر اکٹھے نہ ہو سکیں۔ سیاستدانوں کی اکثریت قومی اور دینی جذبے سے عاری ہے اور جن لوگوں سے قدرے توقع تھی وہ بھی لادین مغربی جمہوریت کے بھینٹے چڑھ گئے ہیں اور بدقسمتی سے اس دور میں بھی عمار سود کا ایک طبقہ اوامر کا حریف، نوابی کا حلیف اور منبر و محراب کا سوداگر بن بیٹھا ہے۔

اہم قومی امور اور ملک کی پالیسی کے معاملات میں قومی عزت، سیاسی آبرو، ملکی ناموس اور دینی شرف تک کی خرید و فروخت کا بازار گرم ہے۔ بڑے بڑے سرستہ راز، حکام کی خندہ ہائے نیم شبی میں گم ہوتے جا رہے ہیں، غریبوں کی جرات جسارت، قربانی استقامت اور صداقت کے اعتراف و احترام کا محض پروپے گنڈہ ہے عملاً وہی جاگیر دار اور حکومت کے اہلکار پل رہے ہیں جو اس تمام کئے دھڑے کے ذمہ دار ہیں۔

عوام کے خلاف سازشیں سندھی نیشنل ازم کا فلسفہ

دعویٰ تو اس امر کا ہے کہ حکومت جمہوری اور عوام کی ہے مگر عوام کے خلاف سازشیں کر کے انہیں زیادہ سے زیادہ بے بس بنانے کی تدابیر اختیار کی جا رہی ہیں۔ حکومت کا مزاج سرتاپا فسطائی آمرانہ اور جاہلانہ ہے جمہوریت تو سرپیٹ کے عنقا ہو گئی ہے۔ جمہوری نظام سیاسی جماعتوں کے ذریعہ چلتا ہے اس لئے سیاسی جماعتوں کو جمہوری بنانے پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے مگر پاکستان دنیا کا نرالا ملک ہے جہاں جمہوریت کی دعوے دار اور برسرِ اقتدار پارٹی کی سربراہ سمیت ڈبیرے اور جاگیر دار، خوانین اور سردار اپنی سیاسی پارٹیوں کی طرح نظام حکومت کو بھی اپنی جاگیروں اور راجواڑوں کی طرح چلا رہے ہیں انتخابات اور جمہوریت کا نعرہ حصول اقتدار کے لئے لگایا جاتا ہے۔ پارٹی منشور، ملک کی نظریاتی اساس اور دستور رومی کے پرزے اور اخلاقی اقدار ٹشو پیپر سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتے۔ ملکی سیاست بھی پیروں، نوابوں، شہزادوں اور شہزادیوں کا ورثتی کھیل بن چکی ہے سیاسی پارٹیاں ورثت اور نامزدگی کے ذریعہ چل رہی ہیں۔ اس خام مواد کے ساتھ کیا واقعی "عوامی حکومت" کے قیام کا خواب شرمندہ تعبیر ہو چکا ہے۔

جدوجہد تک تیری زلفوں سے پیچ و خم نہیں ہوں گے

ستم دنیا میں بڑھتے ہی رہیں گے کم نہیں ہوں گے

ملک کی سب سے بڑی سیاسی جماعت اور اس کی اتحادی تنظیمیں مجرموں کے محافظ اور ان کی پناہ گاہ بن گئی ہیں۔ عوام کے لئے اس سے بڑا عذاب اور کوئی نہیں۔ حالاں کہ یہ ان کی ذمہ داری تھی کہ وہ پہلے اپنی صفوں میں شامل مجرموں کو کچڑتے، انہیں قانون کے حوالے کرتے یا کم از کم افراد کی کردار سازی اور فروغِ خیر کے لئے ان کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کرتے تو وہ معاشرہ کے لئے سراسر جنت بن سکتے تھے۔ موجودہ صورت حال نے مملکت کی حدود اور ملکیت کے وجود میں سینکڑوں متحارب دائروں کو جنم دیا ہے جن کے اندر مجرموں کی محفوظ پناہ گاہیں ہیں اور ان کی نرسریاں ہیں جن کے

باہم جنگ و جدل ہے معرکہ آرائی ہے صف بندی اور ایک دوسرے کو ختم کرنے کے عزائم ہیں قانون بے بس، محافظ قانون بے اختیار اور حاکمان وقت مفلوج ہیں۔ عدل کے تقاضے کیسے پورے ہوں۔ مجرموں کو کیفر تک کون پہنچائے۔ گروہی مفادات کے رجحان نے پوری قوم کے اجتماعی مفاد کو خطرہ میں ڈال دیا ہے۔

علاقائی تعصب اور پنجابی دسذر بھی نیشنلزم کا شوشہ کھڑا کر کے مستحکم مملکت کو تشتت و انتشار اور انحطاط کی طرف لے جایا جا رہا ہے۔ لوگوں کی اجتماعی زندگی زیادہ سے زیادہ خلفشار کی نذر کر کے ملک کے اندر افراق اور باہمی آویزشیں پھیلانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی جارہی قصداً ایسی پالیسیاں بنائی جا رہی ہیں جن سے معاملات سلجھنے کے بجائے الجھتے ہیں اور عوام کے اندر اپنے مستقبل کے بارے میں مایوسی کے احساسات پیدا ہونا شروع ہو جائیں۔ تاکہ فسطاہیت کی علمبردار قوتیں طوفان اٹھا کر عوام کے بے سنگر فکری جہاز کو جس طرف چاہیں بہا کر لے جائیں۔ لیکن اگر قوم ذہنی اعتبار سے متوازن اور جذباتی لحاظ سے معتدل ہے تو اسی تناسب سے اس میں فسطائی نظام کا قیام نامکن ہوگا۔

ملک کو سیکولر اور سوشلسٹ سیٹے بنانے کی مذموم مساعی

بدقسمتی سے جس طبقہ کے ہاتھ میں اس وقت ملک کی زمام کار ہے اس کی ذہنی ساخت، اس کی تعلیم و تربیت اور اس کی ذاتی اور سیاسی مصالح کا تقاضا ہے کہ اس ملک میں مغربی افکار و اقدار کو فروغ دیا جائے اور اس ملک کو مغربی ممالک کے نقش قدم پر چلایا جائے اور جو دینی تصورات، قومی عادات، ضوابط و حیات اور قوانین و روایات اس مقصد میں مزاحم ہوں ان میں ترمیم و تبخیر کی جائے۔ بالاختصار یہ کہ ملک اور معاشرہ کو تدریجی طور پر لیکن عزم اور فیصلہ کے ساتھ مغربیت اور مکمل لادینیت کے سانچے میں ڈھال دیا جائے۔ اور ملک کو ایک اسلامی ریاست کا تشخص دینے کے بجائے سیکولر اور ایک سوشلسٹ سیٹے میں تبدیل کر دیا جائے اور یہ اس لئے کہ خود ارباب اقتدار کی روح ثقافت زدہ ہے ان کے نفس اس کے زہر سے مسموم ہو چکے ہیں اور ان کے عہد اقتدار کے آغاز ہی سے ایسی ثقافت، ارتدادی ثقافت اور اشتراکی ثقافت کے مزملوں کو ملک کی نوجوان دوشیزاؤں کی عزت و آبرو کا خون پلایا جا رہا ہے۔

۲۲ جنوری کو پاکستان ٹیلی ویژن پر میوزک ۱۹۸۹ء کے عنوان سے جو رسوائے زمانہ اور مادر پدر آزاد پر گرام پیش کر لیا گیا۔ لڑکوں اور لڑکیوں کا ایک ساتھ رقص اور بہن بھائی کا شرمناک کردار اس پرستزاد، معلوم ہوتا ہے کہ حکومت اس ملک اور قوم کا اس طرح اخلاقی دیوالیہ نکال دینا چاہتی ہے۔ اس نئے ثقافتی دور میں یہود و ہنود اور عیسائی و اشتراکی ایجنٹ، ایجنسیاں، دین اسلام، اخلاقی اقدار، شرافت، شرم و حیا اور قومی غیرت و حمیت کے خلاف کسی بھی ممکن حربہ کے اختیار کرنے سے دریغ نہیں کر رہے وہ اس قسم کے شیطانی حربوں سے اسلامی حمیت اور دینی غیرت کو شکست دینا چاہتے ہیں۔ اس لئے اخلاقی رہزنوں اور عالمی قزاقوں کا پورا زور اور حکومتی

مشیئری کی تمام تر توانائیاں، مسلمانوں کے دینی تہذیب کے خلاف صرف کی جا رہی ہیں۔ ہر روز دینی مسلمات، اخلاق و شرافت اور اسلامی روایات کے خلاف کوئی کتاب، کوئی خبر، کوئی پروگرام، کوئی مقالہ، کوئی تقریب کوئی کردار اور کوئی نہ کوئی سازش ضرور انجام پذیر ہوتی ہے۔ ٹیلی ویژن ڈراموں میں دائرہ صیوں سے تمسخر و استہزاء اور شرعی احکام و نصوص اور نبیؐ کی تعلیمات و ہدایت کے خلاف عاصمہ جہانگیر جیسی مغرب زدہ خواتین کے فرسودہ مناظر اور خلاف اسلام انٹرویوز اور غرافات کو ٹیلی کاسٹ کرنا ایسے ہی مذموم مقاصد کی تکمیل کا ایک مرحلہ ہیں۔ ہمارے خیال میں حکومتی سطح پر علم و فطرت اور فکر و بصیرت کو اضطراب انگیز مرحلہ جانکئی درپیش ہے۔ خوش آمد کا بول بالا ہے حکمت اور دانائی احمقوں کے گھوٹلی گئی ہے۔ اور وہ اپنے دماغ کی علالت کو صحت کا نام دے رہے ہیں۔ جاہل علم کے مالک بن بیٹھے ہیں۔ ادب کے اجارہ دار غیر ملکی ایجنٹ بن گئے ہیں۔ سیاست کے منتوی کا سد لیس اور مطالب پرست ہیں حکومت کے نسخہ دہن سوزی کے پیش نظر سراج احمد بن پوری کی طرح بعض اہل جہ و دستار بھی گونگے شیطان کا کردار ادا کر رہے ہیں۔

ایں چہ شور لبست کہ در دور قمرے بنیم

ہمہ آفاق پیر ز فتنہ و شرے بنیم

اسپ تازی شدہ مجروح بہ زیر پالاں

طوق زریں ہمہ در گردن خرمے بنیم

فرد واحد کے پاس بے پناہ اختیارات کا ارتکاز

فسطائی عزائم رکھنے والی عوامی حکومتیں اس بات کا پورا پورا اہتمام کرتی ہیں کہ ایک خاص شخصیت کو قوت اور طاقت کا واحد سرچشمہ بنا دیا جائے جس کے نتیجے میں پورے پے گنڈے کے زور سے عوام زندگی کے ہر معاملے میں قوت کے اس واحد سرچشمے کی طرف رجوع کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ چونکہ اس کے بارے میں مندرجہ عن الخطا ہونے کا تصور بھی قائم ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس کی ہر بات کو حکم خداوندی کی حیثیت حاصل ہو جاتی ہے۔ ہٹلر کے بارے میں نازی ازم کے علمبردار یہ بات بر ملا کہا کرتے تھے کہ جو کچھ ہٹلر کہتا اور کرتا ہے اس میں خدا کی رضا پوری شامل ہے۔ حکومت اور حکمرانوں کے کاموں میں ناکش کا عنصر بہت زیادہ غالب رہتا ہے۔ بظاہر بڑے بڑے کارنامے انجام دینے اور عوام کو جنت ارضی کے نعمتوں سے مالا مال کر دینے کے قطعی مزوے سنائے جاتے ہیں لیکن واقعات کی دنیا میں کچھ نہیں ہوتا۔ عوام اپنے حالات میں کوئی بہتری نہیں محسوس کرتے۔ اب کے حالات میں سب دیکھتے ہیں کہ ملک کو بڑی سرعت کے ساتھ فسطائی حالات کے جہنم کی طرف دھکیلا جا رہا ہے۔ آٹھویں ترمیم کی تیسخ کے سلسلہ میں ریفرنڈم کا راگ بھی اسی لئے الاپا جا رہا ہے کہ اندھی بہری آمریت کے تسلط کے لئے فرد واحد کے پاس بڑی قوت اور طاقت اور بے پناہ اختیارات کا ارتکاز ہو سکے۔ حکمرانوں کا زیادہ وقت اصل مسائل پر توجہ دینے کے بجائے تقریروں، کانفرنسوں اور بیان بازیوں میں صرف ہو رہا ہے۔ نت نئے

نظام دیکھ کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ دستور مملکت ہو یا جمہوریت، اخلاقی اقدار ہوں یا نظام سیاست سب کو باز کیچہ اطفال بنا دیا گیا ہے۔ بدقسمتی سے لادین سیاست دان، اور امرار و رزار سمیت، ملت کا بڑا ناکارہ عنصر بن چکے ہیں۔ اب ان سے خوشنما کے سوا کسی بھی جوہر کی توقع بحث ہے ان کا وجود قوم کے لئے سرطان کا پھوڑا ہے۔ بیوروکریٹس اور حکام مغربی تہذیب اور انگریز کی گود میں پلے ہیں جو اپنے آقاؤں کی نعمت ہی کی وفاداری کا مکمل نمونہ ہیں۔ وزیر اعظم کے زعم اقتدار طنطی، جذباتی و انتقامی زبان، کبر نفسی، ضمنی انتخابات میں کم حوصلگی، پنجاب کی صوبائی حکومت کے معاملے میں کم ظرفی اور ناشائستہ لب و لہجہ سے عام لوگ یہی تاثر لیتے ہیں کہ جن راہوں سے فسطائی نظام آتا ہے ان راستوں کو کھولا بلکہ اچھی طرح کشادہ بنایا جا رہا ہے تاکہ اس کی پیش قدمی میں کسی قسم کی مزاحمت نہ ہونے پائے۔ بلکہ ان راہوں میں جو موانع موجود تھے انہیں پوری قوت کے ساتھ مٹایا جا رہا ہے۔ کراچی کی ایک تقریب میں جناب ڈاکٹر رشید چودھری کی اس لئے پسلیاں توڑ دی گئیں کہ اس نے حکومت کے ایک وزیر کی موجودگی میں صدر ضیاء الحق مرحوم کا نام لیا تھا۔ بے چارے فسطائی سٹی کے انتقامی پہلو کی زد میں آگئے اور اب موت و حیات کی کش مکش میں ہیں پھر داخلی طور پر بھی ایسے عوامل اور محرکات کو ترجیح دی جا رہی ہے جس سے لوگ فسطائیت کے قبول کرنے پر مجبور ہو جائیں۔ فسطائیت کی کامیابی کی پہلی منزل یہی ہے کہ عوام پر اپنی پریشاں فکری اور پریشاں نظری کی وجہ سے ان کا گہر مقصود ان کی نگاہوں سے اوجھل ہو جائے انہیں یہ معلوم نہ ہو سکے کہ انہوں نے کدھر جانا اور کیا کرنا ہے ان کی جدوجہد اور صلاحیتوں کا کوئی تعمیری مصروف باقی نہ رہے اور قید ہونے کے باوجود انہیں اپنی گرفتاری کا احساس نہ ہو۔

قید خانے کی بظاہر کوئی دیوار نہیں

ہم گرفتار ہیں ایسے کہ گرفتار نہیں

الحاد کا فروغ، معاشی بے تدبیریاں اور تلخ ثمرات

فسطائیت چھوٹی چھوٹی قومیتوں کا تصور ابھارنے سے ملت کا شیرازہ منتشر کر دیتی ہے جس سے فکری انتشار پیدا ہوتا ہے جو خود فسطائیت کے پینے اور لادینی نظاموں کے غلبہ اور فروغ پانے کے لئے کھاد کا کام دیتا ہے۔ آغاز کار ہی سے آپ ریڈیو ٹیلی ویژن کے صرف ایک روز کے پروگراموں کا جائزہ لے لیں۔ سرکاری اخبارات کے اداریوں، شہر خبریوں اور مضامین پر اچھٹی ہوئی نگاہ ڈالیں تو حکومت کے عزائم کا بخوبی اندازہ ہو جائے گا۔ دو ماہ کے اس قلیل عرصہ میں جس الحاد اور انتشار کے بیج عوام کے ذہنوں میں بوئے گئے ہیں اس کے تلخ ثمرات قومی زندگی کے ہر گوشے میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ معاشی زندگی میں بھی خلفشار کے جو بھیا نک اور خوفناک مناظر سامنے آرہے ہیں اس سے تو یہ تصور بھی نہیں کیا جاسکتا کہ بے چارے مزدور کی شب تار یک بھی دور ہو جائے گی اور معاشرہ بے روزگاری کے دسرت برد سے نجات حاصل کرے گا۔ یا بڑھتی ہوئی مہنگائی اور چڑھتی ہوئی قیمتوں کی عنان روک کر ان کے اندر

اعتدال بھی پیدا کیا جاسکے گا؟

اور ہم سمجھتے ہیں کہ معاشی میدان میں قصداً اور پیہم بے تدبیریاں کر کے روزگار اور قیمتوں کے توازن کو شدید متزلزل رکھ کر خوف و ہراس کی ایسی کیفیت پیدا کی جا رہی ہے جو بالآخر فسطائیت کے قیام پر منتج ہو۔ سستی شہرت کے حصول کے لئے رنجوش کن نعروں کی بھرمار سے محنت کشوں کا دل بہایا جا رہا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ سرمایہ کاری کا دائرہ سکڑنے کی وجہ سے پیدائش دولت اور روزگاریں تشویشناک حد تک کمی واقع ہو رہی ہے۔ اشیاء و قیمتوں میں سرعت سے اضافہ ہو رہا ہے جس کی وجہ سے موجودہ حالات میں ایک نادر اور مفلس تو کیا ایک اوسط درجے کی آمدنی رکھنے والے شخص کی زندگی بھی عذاب بن گئی ہے۔ علاوہ ازیں دہشت پسندی اور غنڈہ گردی کی قہر مانیوں سے شاید ہی کوئی شہری ہو جو پریشان حال نہ ہو۔ سماج دشمن عناصر کے حوصلے بڑھ گئے ہیں۔ وہ ہر کام دیدہ دلیری سے کر گزرتے ہیں۔ کوئی ان سے باز پرس کی جرأت نہیں کرتا، قتل، ڈاکہ زنی، چوری، اغوا، بربریت اور اس نوعیت کے دوسرے سنگین جرائم زندگی کا معمول بن گئے ہیں۔ ان جرائم کے بڑھنے سے عوام میں عدم تحفظ کا احساس پرورش پا رہا ہے جو فسطائیت کے قیام کے لئے نہایت ضروری ہے کیونکہ جو شخص اپنی زندگی اور آبرو کو محفوظ سمجھتا ہے۔ اس کے اندر اپنے انسانی اور شہری حقوق کے تحفظ کا احساس بھی انگڑائیاں لیتا ہے اور جو شخص اپنی زندگی کو ہر لمحہ غیر محفوظ سمجھتا ہے۔ وہ ایسی غلامی کو اپنے لئے بہت بڑی نعمت خیال کرتا ہے جس کا طوق پہننے سے اس کی زندگی کا تحفظ ہو جائے۔ ع

کہ غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا ضمیر

فسطائیت کے تسلط، ترویج اور غلبہ و فروغ کا یہ اندوہناک آغاز اس کے علمبرداروں کے لئے تو خوشی اور مسرت کا باعث ہو سکتا ہے مگر اس ملک کے حقیقی ہی خواہوں کے لئے سخت وجہ پریشانی ہے جو اس ملک کو اس لعنت سے محفوظ و مامون دیکھنا چاہتے ہیں۔ خدا کرے کہ یہ احساس واقعہ بھی اصلاح انقلاب امت کا ذریعہ ہو۔

ہنسنے کا تو موقع نہیں آ بیٹھ کے رو لیں

یہ فرصت غم بھی دل ناکام بہت ہے

وفیات

جناب الحاج محمد یوسفؒ | ۱۶ جنوری ۱۹۸۹ء بروز پیر دارالعلوم کے ایک نہایت مخلص اور ہمہ در و درکن شوری جناب الحاج محمد یوسفؒ کا بھی انتقال ہو گیا اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم مرکز علم دارالعلوم حقانیہ کے یوم تاسیس اور تعمیر کاظ سے خشیت اول سے لے کر اب کی وسیع تعمیرات تک دارالعلوم کے بانی و مہتمم حضرت شیخ الحدیثؒ کے ساتھ خدمت و رفاقت خادمانہ تعلق، دلسوزی و جان فشانی اور اس گلشن علم کی سیرابی و شادابی میں ہمہ وقتی فکر و ہم اور بھرپور تعاون فرماتے رہے

جو ان چار شخصیتوں میں سے ایک تھے۔ جو دل بھر دارالعلوم کی تعمیر و ترقی اور استحکام کے بارے میں مصروف خدمت رہتے تھے۔
 راست کو نماز مغرب کے بعد حضرت شیخ الحدیث کو دن کی تمام کارگزاری سے آگاہ کرتے اور کل کے کام کے لئے باہمی مشاورت سے
 فیصلہ تیار کرتے۔ اس موقع پر اپنا اپنا کھانا گھر سے لاکر حضرت شیخ الحدیث کے ساتھ تناول فرمانے کا انتظام بھی ہوتا تھا۔ دارالعلوم
 کے چندہ کی فرہنگی اور اخراجات میں کفایت شعاری مرحوم کا خاص وصف تھا۔ دارالعلوم کا مفاد ان کو ہر لحاظ سے عزیز تھا
 یہ عداوت سے قبل آخر عمر میں دارالعلوم کے لئے چندہ کی فراہمی کے سلسلہ میں اسفار کئے۔ ان کا ساتھ ارتحال بھی مرکز علم
 رضی اللہ عنہ کے حقانہ کے لئے ایک ذاتی صدقہ سے کسی طرح بھی کم نہیں۔ عظیم دارالعلوم، ہزاروں فضلاء اور جہاد افغانستان
 کے اوچنگ کے بیٹوں مجاہدین کے کاروائے نمایاں اپنے اس تذہ و مربین کی طرح مرحوم کے لئے بھی ایک صدقہ جاری
 ہے اور یہ سلسلہ اجر و ثواب قیامت تک قائم رہے گا۔ مرحوم کی نماز جنازہ میں علاقہ بھر کے مسلمانوں، دارالعلوم
 کے اساتذہ و مشائخ اور طلبہ نے شرکت کی۔ دارالعلوم کے مہتمم حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے تدفین کے بعد
 ماہ مین سے خطاب میں مرحوم کے عظیم دینی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔ اور ان کے خالص دینی اور تاریخی کردار کو
 مدقہ جاریہ کے اعتبار سے لافانی قرار دیا۔

جناب الحاج ثمین جان رضا
 حضرت شیخ الحدیث کے ایک دوسرے عقیدت مند اور دارالعلوم کے مخلص
 الحاج جناب ثمین جان صاحب کا ۳۱ جنوری کو انتقال ہوا۔ مرحوم کا زندگی بھر حضرت شیخ الحدیث کے ساتھ گرویدگی محبت
 و نیاز مندانہ و خادمانہ تعلق رہا۔ حضرت کے مواعظ، مجالس، اور خدمت و صحبت کی برکت سے موصوف کی زندگی میں
 مفاد ان شہاب بھی سے صاحبیت کے آثار نمایاں ہو گئے۔ ۱۶، ۱۵ سال عمر تھی کہ حضرت کی ایک تقریر برآمد کاف کی فضیلت
 برحق نور اساتذہ مبارک میں اعتکاف کو اپنا معمول بنالیا۔ حضرت شیخ الحدیث نے اپنی زندگی میں اپنے علم کی مسجد
 قدیم دارالعلوم حقانیہ کی تعمیر و ترقی کا ارادہ فرمایا تو موصوف آگے بڑھے اور اس تعمیری مہم کی تکمیل کے لئے شب و روز
 مصروف رہے مگر افسوس کہ وہ اپنی زندگی میں اس مسجد کو تعمیری صورت میں نہ دیکھ سکے۔ وفات سے دو روز قبل
 حضرت مولانا انوار الحق مدظلہ کے ساتھ دارالعلوم کے کام کے سلسلہ میں سرگودھا کا سفر کیا۔ واپس ہوئے تو درد شکم کا
 ارطہ لاحق ہوا پھر افاقہ بھی ہو گیا تھا۔ وفات سے گھنٹہ ڈیڑھ قبل رات کے ۱۲ بجے مسجد کے حسابات کی کاپی طلب فرمائی
 حسابات درست کئے اور سو گئے۔ صبح اٹھایا تو مرحوم کا روح نفس عنصری سے پرواز کر چکا تھا۔ مرحوم کی وفات سے
 دارالعلوم ہی نہیں پورا علاقہ سو گوار ہے۔ علاقہ بھر کے مسلمانوں کی کثیر تعداد اور دارالعلوم کے اساتذہ و طلبہ نے جنازہ میں شرکت
 کی۔ حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے تدفین کے بعد اپنے مختصر خطاب میں مرحوم کے دینی خدمات اور بعض فضائل و احسانات کا تذکرہ
 فرمایا۔ اور ان کے دینی خدمات کو مرحوم کے لئے عظیم صدقہ جاریہ قرار دیا۔

عبد القیوم حقانی

داعی کبیر مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

جہاد افغانستان کا تاریخی پس منظر فتح و شکست کے اسباب اور قوت کا سرچشمہ

افغان علماء، مشائخ، فضلاء، طلباء اور عامۃ المسلمین سے داعی کبیر مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کا فکر انگیز خطاب، جس سے افغانستان کے حالیہ بدترین انقلاب کے پیشگوئی، پس منظر، عوامل و محرکات کے نشاندہی تدارک اور اسلامی انقلاب کے لائحہ عمل اور خالص اسلامی و مستحکم افغانستان کے تعمیر و تشکیل کے دعوت دی گئی ہے۔ افغان مجاہدین ان مراحل سے گزر رہے ہیں۔ نو سال کے طویل ترین اور صبر آزمایا جہاد کے بعد اب فتح و نصرت کے نازک اور حساس ترین مرحلہ میں داخل ہو رہے ہیں۔ ادھر پاکستان میں ان تمام اسباب و محرکات کو کھلے بندوں اپنا یا جا رہا ہے جو افغانستان کے موجودہ ہلاکت و تباہی کا ذریعہ بنے۔ ایسے حالات میں موصوف کا یہ گرانقدر خطاب افغانیوں سمیت برصغیر کے تمام مسلمانوں بلکہ پوری اُمتِ مسلمہ بالخصوص اہل پاکستان کے دینی حیات و وحدت اور خالص اسلامی انقلاب کی انکسرت کا ذریعہ بنے سکتا ہے۔ موصوف نے یہ تقریر ۱۹۷۳ء میں کابل یونیورسٹی کے ہال میں کی تھی۔ (دع ق ج)

محترم حاضرین! آپ حضرات اور خاص طور سے ادب اور تادریخ کا ذوق رکھنے والے اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ افغانی قوم اُن قدیم اقوام میں سے ہے جو سینکڑوں اور ہزاروں سال سے آزادی اور عزت و سربلندی کی زندگی گزار رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قدیم زمانہ ہی سے اسے غیر معمولی انسانی قوتوں اور صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ دوستو! میرا ذوق تاریخی رہا ہے اور میں اس کے اظہار میں کوئی تکلف محسوس نہیں کرتا کہ تادریخ ہی کے مطالعہ و تحقیق میں میری عمر گزری ہے، یہی میرا مہم جوئی کا موضوع رہا ہے۔ میں اپنے تاریخی ذوق سے مجبور ہو کر آپ حضرات کے سامنے یہ سوال رکھنا چاہتا ہوں کہ کیا وجہ ہے کہ صدیوں تک افغانی قوم دنیا سے بالکل الگ تھلگ رہی، دنیا میں گزرنے والے خیر و شر، نیک و بد، فتح و شکست اور ظلم و ستم سے اس کا کوئی تعلق نہیں تھا۔ اس جسور و غیور، قیادت کی مستحق، زندگی سے بھرپور، دست و بازو کی طاقت اور جذبہ کی فراوانی سے بہرہ ور، با صوابیت اور با عزت قوم کے طویل عرصہ تک دنیا سے کنارہ کش رہنے، اپنے خول میں بند رہنے اور ایک گوشہ میں محدود رہنے کا راز کیا ہے؟ کیا اس عزت اور گوشہ نشینی کی وجہ یہ تھی کہ افغانستان اور دنیا کے دوسرے ممالک کے درمیان بلند اور دشوار گزار پہاڑوں کا

مقابلہ عبور دیوار حائل تھی؟ نہیں میرے دوستو! تاریخ کی شہادت تو یہ ہے کہ آسمان سے باتیں کرتے ہوئے برف پوش اور فخر انگڑا پہاڑ بھی غائبیوں اور اولوالعزم فاتحین کی راہ کی رکاوٹ نہیں بن سکے۔ آپ حضرات واقف ہیں کہ یہ مقابلہ عبور اور تیج در تیج رستے جن میں انسان کی عقل جو بدمعاش جاتی ہے، جو افغانستان کو ہندوستان اور پاکستان سے الگ کرتے ہیں، جب اللہ نے اس امت میں سلطان محمود غزنوی، شہاب الدین محمد غوری اور احمد شاہ ابدلی جیسے صاحب عزم و ہمت پیدا کیے تو یہ اونچی اونچی چوٹیاں نظر ناک گھاٹیاں اور یہ دشوار راستے اسلام کے سیل رواں کے سامنے حقیر تھکے ثابت ہوئے۔ پھر کیا یہ قوم قید و بند کی زندگی گزار رہی تھی اور اس کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے تھے؟ نہیں ہرگز نہیں، بارہا یہ قوم اپنی شجاعت کے جوہر دکھا چکی تھی، اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کر چکی تھی، لیکن اس کے باوجود سرسبز و شاداب چراگاہوں، مویشیوں اور زرخیز کھیتیوں جیسے محدود وسائل زندگی پر قانع کیوں تھی؟ اس کا جواب آپ کے ذمہ ہے۔

پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ تاریخ میں ہم پڑھتے ہیں کہ جب اسلام اس علاقہ میں آیا تو اچانک یہ قوم ہزاروں سال کی نیند سے بیدار ہو گئی اور اتنی لمبی چھلانگ لگائی جس کی دوسری قوموں میں مثال نہیں ملتی۔ اسلام کے زیر سایہ آتے ہی یہ لوگ سب سے زیادہ طاقتور، سب سے زیادہ بہادر، سب سے زیادہ بلند ہمت، دور بین اور فولادی عزائم کے مالک نظر آنے لگے۔ یہ قوم بزم کائنات میں شامل ہوئی تو ایسا معلوم ہوا جیسے کوئی مدفون خزانہ یا کوئی سر بسنہ راز تھا جو اچانک منکشف ہو گیا۔ کیا ان کے سبوں سے بحلی اگر ٹپھو گیا تھا یا کوئی جادو کی چھڑی تھی جس نے ان کی آن میں اس قناعت شعار، ٹھہری ہوئی پرسکون اور عزت گزین قوم کو عبور و عبور، ظہر مند اور رواں دواں قوم میں بدل دیا۔ کیا اس طوفانی ندی کے دہانے پر کوئی بڑی سی چٹان پڑی ہوئی تھی جو اس کے زور اور روانی کو روکے ہوئے تھی؟

انفانیوں کی زندگی کے انقلاب کا حقیقی سبب اور اس کی شاہ کلید یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اسلام کی برکت سے نین بنیادی اور اہم جوہروں سے نوازا تھا :-

۱) طاقتور پیغام اور اس کے اغراض و مقاصد (۲) نوع انسان، خارجی دنیا اور حقائق اشیاء کے بارہ میں وسیع نقطہ نظر (۳) اللہ کی مدد و تائید پر کامل اعتماد اور جدوجہد کے نتائج پر یقین۔

یہ وہ تین عناصر ہیں جن سے قوم کے کردار کی جدید تشکیل ہوتی ہے، اس کو نئی زندگی ملتی ہے اور وہ نئی تاریخ بناتی ہے اور اپنی محض طاقتوں اور نامعلوم وسعتوں سے دنیا کو حیران و ششدر کر دیتی ہے۔

پہلے اس قوم کے پاس کوئی پیغام یا کوئی بلند مقصد نہیں تھا، ایک چھوٹے سے علاقہ تک محدود تھی، اپنے جانوروں اور پھولوں میں لگن رہتی تھی، اکثر آپس ہی میں برسرِ بیکار رہتی تھی۔ اور جیسا کہ ایک عرب شاعر نے کہا ہے :-

واحیا نا علی بکرا خیتنا اذا مالنا نجد الا اخانا
اور جب جو فطرت کو تو ہر دکھانے کیلئے کوئی دشمن نہیں ملتا تو ہم اپنے ہی بھائی بندوں کو تاکتے ہیں

اور جنگوں اور آویزشوں کا انجام اخلاقی اور روحانی بے شک کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں عرب خاندانی بنی میں مصروف رہتے تھے۔ ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ کو تاخت و تاراج کرتا۔ ایک شاخ دوسری شاخ پر دھاوا بولتی اور ایک خاندان دوسرے خاندان کی تاک میں رہتا۔ اسی طرح افغانیوں کے سامنے بھی اپنی خون آشام فطرت کی تسکین، اپنی جنگ کی پیاس بجھانے اور خطرہ طبعیت کو مطمئن کرنے کے لیے خانہ جنگیوں، ہجرا گاہوں اور جانوروں کے لیے لڑائیوں، قبائلی یا انفرادی غیرت و نخوت کے ظہار یا نام نہاد اور خیالی اہانتوں کا بدلہ لینے کے لیے برسرِ پیکار ہونے کے علاوہ اور کوئی میدان نہیں ملتا تھا۔ ایک عرب شاعر نے حقیقت کی صحیح ترجمانی کی ہے۔

النار تأكل نفسها ان لم تجد ما تأكله

راگ کو جلانے کے لیے کچھ نہیں ملتا تو خود اپنے آپ کو جلا ڈالتی ہے۔

لیکن جب اسلام آیا تو عربوں کے سامنے ایک بلند مقصد اور انسانیت کیلئے ایک طاقتور پیغام آگیا۔ یہی حال افغانیوں کا ہوا، اسلام سے پہلے یہ صرف اپنے لیے زندگی گزار رہے تھے اور اب اللہ کا یہ فرمان ان کے کانوں کی رام سے دل میں اتر رہا تھا۔

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ
بِالْعُرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَكُنْتُمْ هُنَّ
بِاللَّهِ - (سورة آل عمران، آیت ۱۱۰)

تم بہترین امت ہو انسانوں کے لیے خاص طور پر بنائے گئے
ہو، بھلائیوں کا حکم دیتے ہو، برائیوں سے روکتے ہو اور اللہ
پر ایمان رکھتے ہو۔

اور ان کے ذہن و دماغ میں یہ بات جاگزیں ہو گئی کہ وہ باغوں اور کھیتوں میں آپس سے آپ اُگ جانے والے ٹوڑو دکھاڑ پھوس نہیں ہیں بلکہ بجائے خود مقصود و مطلوب ہیں، ان کے ساتھ بلند مقاصد ہیں، ان کی ذمہ داریاں ہیں، جدوجہد اور کارکردگی کے نشاۃ متعین ہیں۔ ان کے دلوں میں یہ بات جم گئی کہ وہ ایسی امت ہیں جو انسانوں کے لیے خاص طور سے بنائی گئی ہے جو کُلُوش مار اور خونخواری کے جذبہ کو تسکین دینے کے لیے آپس سے آپ نہیں پیدا ہوئی ہے۔ تو ان کی زندگی، ان کے خیالات اور رجحانات میں زبردستی انقلاب آگیا، اب وہ اپنا مقصد وجود اور اپنی زندگی کی غرض و غایت پر سمجھنے لگے کہ دنیا کو فتنہ و فساد سے پاک کرنے کے لیے جدوجہد کریں اور اس راہ میں قربانیاں دیں، یہاں تک کہ عبادت صرف اللہ ہی کے لیے مخصوص ہو جائے اور انسانوں کو تاریکیوں سے نکال کر اُجلے میں لائیں، بندوں کی غلامی سے نجات دلائیں اور عدل کے آستانہ عالی پر پہنچائیں، دنیا کی تنگی سے نکال کر دنیا و آخرت کی وسعت سے روشناس کرائیں اور دوسرے مذاہب کی زیادتیوں سے آزاد کر کے اسلامی عدل و مساوات کے زیر سایہ لائیں۔

حضرات! اس قوم کے پاس کوئی پیغام نہیں تھا، اسلام آیا تو ایک بلند پیغام اور زندگی کا بلند مقصد اس کے سامنے آگیا، اس نے اسلام کے ابدی پیغام کو اپنے سینے سے لگایا۔ اور اسی نے ان میں نئی روح پھونک دی، وہ بدترین جہالت اور گھٹنگھوڑ تارکی میں زندگی گزار رہی تھی، خرافات اور حماقتوں میں جھٹک رہی تھی، ایک انسان دوسرے انسان پر تسلیم و تم کے پہاڑ توڑتا تھا

ملاقہ کرو کر کو نکل جانے کی کوشش کرتا تھا، حقوق پامال ہو رہے تھے، عزتیں لٹ رہی تھیں اور ہر طرح کے جذبات و خواہشات پوری کی جا رہی تھیں کہ اچانک ان کے جسم میں ایک نئی روح دوڑ گئی، ان کے افکار و خیالات، احساسات اور اعصاب پر چھا گئی اور اب وہ نئی قوم تھے، انسان تھے، ان کی زمین وہی تھی، آب و ہوا وہی تھی، دست و بازو وہی تھے لیکن اس جدید پیغام نے انہیں جدید امت بنا دیا۔

دوسرا عنصر یہ ہے کہ افتانی بہت تنگ اور محدود زندگی گزار رہے تھے، کائنات اور انسان کے بارے میں ان کا نقطہ نظر بہت محدود تھا۔ انسان کون ہے؟ افتانی انسان ہیں، جو اس علاقہ میں رہتے ہیں، یہاں کی زبان بولتے ہیں، اس ملک کا لباس پہنتے ہیں، اس کی محبت کے گیت گاتے ہیں، اسی تنگ نقطہ نظر نے انہیں اس تنگ دائرہ میں محدود کر رکھا تھا۔ اسی طرح زندگی کیا ہے؟ کھانا پینا، عیش و آرام، اوقات و شوکت، حکومت و ریاست، وہ اسی طرح زندگی گزارتے تھے جیسے مچھلیاں یا مینڈک تالابوں میں جیتے ہیں۔ اسلام سے پہلے عرب، ترک اور ایرانی سب کا یہی حال تھا۔ اسلام ہی نے ان سب کو اس تنگ و تاریک قید خانہ سے نکالا، جیسا کہ ایک عرب قاصد نے شاہ ایران سے کہا تھا:-

لتخرج من شاء الله من ضيق الدنيا الى
سعة الدنيا والاخرة۔ جس کو اللہ توفیق دے اسے ہم دنیا کی تنگی سے نکال کر
دنیا و آخرت کی وسعت میں پہنچا دیں۔

حضرات! آپ کے آباؤ اجداد انسان کے بارے میں بہت تنگ نقطہ نظر رکھتے تھے، اس میں اعلیٰ طرفی نہیں تھی، بلند نگاہی نہیں تھی، اس میں گہرائی نہیں تھی۔ اسلام نے ان کو وسیع نقطہ نظر عطا کیا، تو ان کی نگاہوں میں تمام انسان ایک خاندان اور پوری دنیا ایک گھر ہو گئی اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا یہ فرمان ان کا عقیدہ بن گیا:-

كلکم من ادم وادم من ترا ب
لا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی
عربی الا بالتقوی۔ تم میں کا ہر ایک آدم کی اولاد ہے اور آدم مٹی سے بنے ہیں
نہ تو کسی عربی کو کسی عجمی پر فضیلت ہے نہ کسی عجمی کو کسی عربی پر
مگر تقویٰ کے اعتبار سے۔

پھر ان کا نقطہ نظر اتنا وسیع ہو گیا کہ وہ نہ جغرافیائی حدود کو تسلیم کرتے تھے نہ خود ساختہ اور بے دلیل تقسیمات کو۔ مسلمان ان حدود سے نکل کر وسیع کائنات میں آگئے اور اگر یہ وسیع نقطہ نظر نہ ہوتا تو وہ بھی اپنے آباؤ اجداد کی طرح صدیوں تاریکیوں میں بھٹکتے رہتے۔

تیسرا عنصر ہے مضبوط و مستحکم اعتماد! جب وہ صدائے واحد پر ایمان لے آئے، اس کے رسول اور آخرت پر ایمان لے آئے اور یہ سمجھ گئے کہ موت کا ایک وقت مقرر ہے، اس سے نہ ایک لمحہ پہلے آسکتی ہے نہ مؤخر ہو سکتی ہے، اور انہوں نے اللہ کا فرمان سنا اور اس کو دل میں بسالیا کہ:-

ایمّا تلوّنوا یدہم کوکم الموت و لو کنتم فی
تم چاہے کہیں بھی ہو وہاں ہی تم کو موت آ دباوے گی اگرچہ

مُرُوجٍ مُّشَيَّدَةٍ ط (النساء آیت ۷۷) تم قلعی چونہ کے قلعوں ہی میں ہو۔
 إِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ (یونس آیت ۴۹) جب ان کا وہ معین وقت آپہنچتا ہے تو اس وقت (ایک عرصہ) نہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں اور نہ آگے سرک سکتے ہیں۔
 اس ایمان نے ان کو خود شناسی اور خود اعتمادی عطا کی، وہ یہ سمجھ گئے کہ انسان کی موت اُسی وقت آسکتی ہے جو اللہ نے مقرر کر رکھا ہے، تو انہوں نے اس کا بھی یقین کر لیا کہ دنیا میں ہر ایک کی موت کا وقت مقرر ہے اور ہر چیز اللہ ہی کے دستِ قدرتہ و اختیار میں ہے۔

پھر انہوں نے مزید خود اعتمادی اس آسمانی پیغام سے حاصل کی کہ ان کی حیثیت خدا کی فوج کی ہے اور وہ اللہ اور اس کے دین کے معین و مددگار ہیں، انہوں نے اللہ کا یہ فرمان سنا۔

اِنَّهُمْ لِمِ الْمَنْصُورِينَ وَاِنَّا جُنْدُ نَالِهِمُ
 الْغَالِبُونَ (الصّٰفّٰتِ آیت ۱۷۲، ۱۷۳) بے شک وہی غالب کیے جاویں گے اور رہمارا تو قاعدہ عالم ہے ہمارا ہی شکر غالب رہتا ہے۔

اَلَا اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (المجادلہ آیت ۲۲) خوب سن لو کہ اللہ ہی کا گروہ فلاح پانے والا ہے۔
 اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ۔
 (المومن آیت ۷۵) ہم اپنے پیغمبروں کی اور ایمان والوں کی دُنیوی زندگی میں یقین مدد کرتے ہیں اور اس روز بھی جس میں گواہی دینے والے (بیانی فرشتے جو کہ اعمال نامے لکھتے تھے) کھڑے ہوں گے۔

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ
 (المتافقون آیت ۷۵) (بلکہ) اللہ کی ہے عزت (بالذات) اور اس کے رسول کی (بواسطہ تعلق مع اللہ کے) اور مسلمانوں کی (بواسطہ تعلق مع اللہ و رسول اکرم) اور تم ہمت مت ہارو اور رنج مت کرو اور غالب تم ہی رہو۔
 (آل عمران آیت ۱۳۹) اگر تم پورے مومن رہے۔

اور اسی طرح کی دوسری آیتیں ان کے کانوں میں پڑیں تو اس سے ان کے یقین و اعتماد میں مزید قوت و استحکام پیدا ہو گیا۔
 اس موقع پر میں یاد دلانا چاہتا ہوں کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اسلامی لشکر کے ساتھ موجیں مارتے ہوئے جبل کے سامنے پہنچے تو ایک لمحہ کے لیے رُکے، موج بدماں اور طوفانِ درآغوشِ دریا کا جائزہ لیا، گرد و پیش پر نظر ڈالی، پھر حضرت سلمان فارسیؓ کی طرف متوجہ ہوئے، اور ان سے مشورہ کیا کہ: ”پھر سے ہوئے دریا میں گھس پڑیں یا لوٹیں اور اسے عبور کرنے کے لیے پل کا انتظام کریں؟“ حضرت سلمان فارسیؓ نے اُس وقت جو لافانی جملہ کہا تاریخ نے اسے محفوظ کر لیا ہے، انہوں نے کہا:-

”یہ دین تازہ اور نیا ہے اور مجھے پورا یقین ہے کہ اللہ اس دین کو ضرور غالب کرے گا، اور ابھی اس حد تک نہیں پہنچا ہے جہاں تک پہنچنا اس کے لیے مقدر کیا گیا ہے، پھر میں کیسے یہ سمجھ لوں کہ اس پیغام کے حامل غرق ہو جائیں گے؟“

حضرت سلمان فارسیؓ کا یہ جملہ اپنے اندر بڑے گہرے معانی و حقائق رکھتا ہے کہ جب یہ دین باطل نیا اور تازہ ہے تو یہ ضروری ہے کہ دنیا کی تعمیر کائنات کی قیادت اور انسانیت کی ہدایت و راہنمائی میں اپنا کردار ادا کرے۔ چنانچہ امیر شکر حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے فوج کو حکم دیا کہ اپنے گھوڑے دریا میں ڈال دیں اور دریا پار کر جائیں۔ مورخ طبریؒ کی روایت ہے کہ ایرانیوں نے ان کو دیکھا تو چیخ پڑے ”دیواں آمدند دیواں آمدند“ کہ یہ انسان نہیں جن اور بھوت ہیں۔ یہ اعتماد اور یقین تھا جو ان کے دلوں میں رچ بس گیا تھا اور ان میں نئی روح ڈال دی تھی۔

افغانی نوجوانوں اور دوستوں! آؤ اپنی تاریخ پر نظر ڈالو! سلطان محمود غزنویؒ کیس طرح وسیع و عریض ممالک کو فتح کرتا چلا گیا۔ تاریخ بتلاتی ہے کہ اس نے ہندوستان پر سترہ حملے کیے اور اندرون ملک گھستا چلا گیا یہاں تک کہ مشرق اور جنوب کی آخری سرحدوں تک پہنچ گیا حالانکہ اس کے پاس نہ رسد کا انتظام تھا نہ ملک کا امکان، اس کا مرکز بہت دور تھا، درمیان میں سر بفلک پہاڑ، دشوار گزار راستے اور تنگ گھاٹیاں حائل تھیں۔ وجہ یہ ہے کہ ان جنگوں اور حملوں کی اس کے نزدیک اتنی ہی اہمیت تھی جتنی اہمیت ایک ماہر اور مضبوط کھلاڑی سیچ یا کھیل کے میدان کو دیتا ہے۔ وہ اللہ پر کامل بھروسہ رکھتا تھا پھر یہ سمجھتا تھا کہ جہاد عبادت ہے اور اس راہ میں موت شہادت ہے اور شہداء مرتے نہیں بلکہ انہیں حیات جاودانی حاصل ہو جاتی ہے اور ان کے رب کی جانب سے ان کو روزی ملتی ہے۔ وہ اس پر سچا اور پختہ ایمان رکھتا تھا کہ وہ اللہ کے پیغام کا حامل اور امین ہے اور ہندوستان میں اسلام کی اشاعت کرے گا۔

حضرات! جن عناصر کا میں نے تذکرہ کیا ہے وہ افراد ہی کی تعمیر میں نہیں بلکہ قوموں کی تشکیل میں بھی زبردست رول ادا کرتے ہیں، شخصیت کی تعمیر کا مسئلہ بھی بڑا اہم ہے اور نفسیات اور تعلیم و تربیت کے ماہرین نے اسے اپنا موضوع بحث بنایا ہے لیکن میں اس وقت قوموں کے کردار سے متعلق گفتگو کر رہا ہوں۔ انہی عناصر نے افغانی قوم کو بلند و بالا حیثیت دی جس کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا جیسے شکست نہیں دی جاسکتی۔ اور جب قومیں شخصیت کی تعمیر کرنے والے ان عناصر سے محروم اور ان قوتوں سے خالی ہو جاتی ہیں تو انہیں شکست و ناکامی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ اور مجھے اندیشہ ہے کہ تاریخ کے اس نازک موڑ پر افغانی قوم اپنی ان طاقتور اور قائدانہ خصوصیات سے محروم نہ ہو جائے اور خدا نخواستہ وہ دور پھر واپس نہ آجائے جب وہ اسلام سے نا آشنا اور اسلامی دعوت سے بے بہرہ تھی۔

میں نوجوانوں سے خاص طور سے کہنا چاہتا ہوں کہ اپنی قوم کے دلوں میں ان عناصر کی جوت جگادو اور ان کو پروان چڑھاؤ۔ ان کی حفاظت کرو، مضائقہ نہ ہونے دو، کیونکہ قدیم ترین زمانے سے قوم وہی ہے، پہاڑیاں اور گھاٹیاں وہی ہیں، آسمان وہی دریائے کابل ہزاروں سال سے اپنی گذرگاہ پر بہہ رہا ہے، یہاں کی سرزمین جسے اللہ نے بے بہا نعمتوں سے نوازا ہے وہ بھی وہی ہے، خوش ذات قبیل، لذیذ میوہ بات، شیریں پانی، ساری نعمتیں اور نوازشیں ہزاروں سال سے بدستور ہیں لیکن اہل مسئلہ قوم کی تعمیر کے عناصر کا ہے، پیغام مقصد زندگی، خود اعتمادی اور کارگزاری کے نشانہ کا ہے تاکہ زندگی کا مقصد متعین ہو، صلاحیتوں کے ظہور کے لیے میدان میسر آسکے جس و خوبی کا کوئی قابل تقلید نمونہ مل جائے۔ علامہ اقبالؒ نے اس حقیقت کو پایا تھا اور خدا کے حضور میں مسلمانوں کی بے بسی، جمود، مصیبت اور بد حالی کی شکایت کی تھی، تو جواب ملا کہ یہ لوگ بغیر کسی مقصد اور پیغام کے زندگی گزار رہے ہیں، ان کے سامنے کوئی ”اسوہ“ کوئی نمونہ مل

اور کوئی محبوب نہیں جس کے عشق سے اپنے دلوں کو آباد کریں، جس کے حسن و خوبی کے گیت گائیں، جس کے نقش قدم کو اپنا نشانِ راہ بنائیں۔

۵ شے پیش خدا بگڑیتم زار مسلماناں چہ زارند و خوارند

ندا آمد نمی دانی کہ این قوم دے دارند و محبوبے ندارند

افغانی نوجوانو! خدا نے تمہارے اوپر بڑا فضل فرمایا، تمہارے لیے کسی چیز کی کمی نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا
بِأَنفُسِهِمْ - (التَّحَدُّ: آیت ۱۱)

کو بدل ڈالیں۔

اللہ اس سے بہت بلند ہے کہ کسی قوم کو عطا کردہ نعمتیں اس سے بچھین لے سوائے اس کے کہ قوم ناشکری کی مرکب ہو۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَةَ اللَّهِ كُفْرًا وَأَحَلُّوا
قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ - (ابراہیم: آیت ۲۸)

تو نے نہ دیکھا؟ جنہوں نے بد لایا اللہ کے احسان کا، ناشکری اور اتارا اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے جس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ اصل مسئلہ خود شناسی کا ہے، اپنی قدر و قیمت پہچاننے کا

ہے، آپ اپنی قدر و قیمت پہچان لیجئے۔ علامہ اقبال کہتے ہیں -

اپنے من میں ڈوب کر پاجامہ مرغ زندگی
تو اگر میر نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

ادارة الیغات اشرفیہ بیرون پشاور

کی چند اہم نادر مطبوعات

عربی مطبوعات [مدارس عربیہ کو خصوصی رعایت دی جائیگی] اردو مطبوعات

جمع الوسائل فی شرح المسائل	از ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ
کامل دو جلد قیمت ۲۰/-	
اوجز المسالك (شرح) موطا امام مالک	از حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب
کامل پندرہ جلد قیمت ۱۶۰/-	
تفسیر البغوی (المستی بم) معالم التنزیل	کامل چار جلد قیمت ۵۲۰/-
امانی الاجار (شرح) معانی الآثار	از - مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ
کامل چار جلد قیمت ۲۸۰/-	
لسان المیزان اسماء الرجال	
از علامہ ابن حجر عسقلانی ص ۲۰	
کامل سات جلد قیمت ۸۸۰/-	
خطبات حکیم الامت یعنی موعظ الشرفیہ	جدید ترتیب بیسن جلدیں شائع ہو چکی ہیں
تہلیل الموعظ از حضرت تھانوی	
سال بھر کے لیے باون خطبات ۱۱ جلد ۱۶۰/-	
الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ	یعنی ملفوظات حکیم الامت
کامل دس جلدوں میں قیمت ۲۶۵/-	
اشرف السوانح کامل چار جلد ۲۲۰/-	
الکشف عن مہمات التصوف قیمت ۱۳۰/-	
اصلاحی نصاب حضرت تھانوی کے درس	اہم رسالوں کا مجموعہ قیمت ۷۵/-
اشرف ابواب از حضرت تھانوی ص ۱۵۰/-	
معمولات نبوی ص ۱۳۳/-	مجموعہ خطبہ سلیم جلد ۱۳۳/-

عنوان: اسلامی موضوعات پر خواتین کی تصانیف کا انعامی مقابلہ

وزارت مذہبی امور و اقلیتی امور گزشتہ ایک سال (یعنی ۱۲ ربیع الاول ۱۴۰۸ھ تا ۱۱ ربیع الاول ۱۴۰۹ھ مطابق ۵ نومبر ۱۹۸۷ء تا ۲۴ اکتوبر ۱۹۸۸ء) کے دوران خواتین کی قرآن حکیم کی تعلیمات، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلامی موضوعات پر لکھی گئیں اور شائع شدہ بہترین کتب کے لیے مندرجہ ذیل صدارتی انعامات کا اعلان کرتی ہے:-

① پہلا انعام: مبلغ - ۲۰۰۰ روپے ② دوسرا انعام: مبلغ - ۱۰۰۰ روپے

شرائط اہلیت (۱) کتا خواتین کی لکھی ہوئی ہوئی چاہیے (۲) کتاب صرف قومی زبان اردو میں ہو (۳) کتاب اصل ہو اور اس سے پہلے کسی دوسری زبان میں شائع شدہ کتاب کا ترجمہ تفسیر یا تشریح نہ ہو (۴) مقابلہ میں شامل ہونے والی کتاب قابل اعتراض اور اختلافی مواد سے بالکل پاک ہو (۵) کتاب غیر معمولی علمی تحقیقی، ادبی ذوق، فصیح و سلیس و شستہ اسلوب اور دلچسپ طرز تحریر کی حامل ہو۔ البتہ بچوں کے لیے لکھی گئی کتاب اُن کی ذہنی اور علمی استعداد سے مطابقت رکھتی ہو (۶) سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر لکھی گئی کتاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ سیرت طیبہ کے کسی پہلو پر اور انسان کی سماجی، سیاسی، معاشی، تعلیمی، قانونی، اخلاقی اور معاشرتی زندگی میں لائی ہوئی تبدیلیوں پر محیط ہو یا (۷) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خواتین کے بارے میں حسن سلوک اور معاشرے میں عورت کو صحیح مقام دلانے کی عکاسی کرتی ہو۔ (۸) مقابلے میں شامل ہونے والی وہ کتاب کیسٹرو کی جائے گی جس میں درج قرآن کریم کے عربی متن یا حدیث نبوی کی کسی عبارت میں غلطی پائی جائے (۹) کتاب کم از کم تواصیحات پر مشتمل ہو (۱۰) کتاب پر واضح طور پر تاریخ اشاعت مع ماہ و سال درج ہو (۱۱) مسودات قابل قبول نہیں ہوں گے (۱۲) مقابلے کے لیے ارسال کردہ پیکٹ پر اس مقابلے کا نام واضح طور پر درج ہو جس میں شرکت کی جاتی مطلوب ہے (۱۳) منصفین/ایکس کیٹی کو حق حاصل ہوگا کہ وہ مقابلے میں شامل ہونے والی کسی کتاب کو بھی انعام (اول و دوم) کا حقدار قرار دے۔ اور ان کے اس فیصلے پر نہ تو کوئی اعتراض وارد ہوگا اور نہ ہی اسے چیلنج کیا جاسکے گا۔

مقابلہ میں شمولیت کی خواہشمند خواتین سے درخواست ہے کہ وہ اپنی تصانیف کی بارہ عدد نقول مع اپنے کوائف حیات کے زیر دستخطی کے نام زیادہ سے زیادہ ۳۱ مئی ۱۹۸۹ء تک ارسال کر دیں۔ مقررہ مدت کے بعد موصول ہونے والی کتابیں مقابلہ میں شامل نہیں کی جاسکیں گی۔

حبیب الرحمن، ڈائریکٹر آر اینڈ آر

وزارت مذہبی امور و اقلیتی امور (اسلام آباد)

فون نمبر ۸۲۸۴۲۲

P.15(1) 307/97

اپیل

تعمیر مسجد قدیم دارالعلوم حقانیہ

(اکوڑہ خٹک)

جامع مسجد (قدیم دارالعلوم حقانیہ مسجد شیخ الحدیث) واقع شہر اکوڑہ خٹک جہاں سے مرکز علم دارالعلوم حقانیہ کا آغاز ہوا تھا۔ جو تاریخی اعتبار سے دارالعلوم کے ہزاروں قدیم فضلاء مبلغین، مدرسین اولین درگاہ اور اسی طرح افغانستان کے معرکہ کارزار کے صفت اول کے قائدین مولانا محمد یونس خالص، مولانا فتح اللہ حقانی شہید اور مولانا جلال الدین حقانی کی تعلیم گاہ اور تربیت کی چھاؤنی تھی۔ جس میں خود قائد شریعت حضرت شیخ الحدیثؒ زندگی بھر امامت و خطابت اور درس قراآن پڑھاتے رہے۔ دعوات حق دونوں جلدوں کے زیادہ تر خطبات جمعہ ہیں ارشاد فرمائے گئے۔ یہ مسجد صرف مسجد ہی نہیں بلکہ مرکز علم ہونے کی وجہ سے پوری ملت کے لئے تاریخی اثاثہ ہے۔ قدامت اور دیواروں کے بوسیدہ ہو جانے کی وجہ سے خود حضرت شیخ الحدیثؒ نے اپنی زندگی ہی میں اس کی تعمیر نو کی تجویز اور تحریک اور اس سلسلہ میں عملی کام بھی شروع کر دیا تھا۔ اور اپنی حیات مبارکہ میں اس کو گرا کر نیا کام شروع کر دیا تھا۔ مگر زندگی نے وفانہ کی۔

حضرت کی وفات کے بعد ان کے دیگر کاموں کی طرح مسجد شیخ الحدیثؒ کی تعمیر کا کام بھی بدستور جاری رکھا گیا ہے۔ مگر گرانی اور مہنگائی کے اس دور میں سب سے مشکل کام تعمیر ہی کا ہے۔ لہذا حضرت شیخ الحدیثؒ کے متعلقین و معتقدین، دارالعلوم حقانیہ کے غنصیین و مجبین اور فضلاء دارالعلوم حقانیہ اور عامۃ المسلمین سے اپیل ہے کہ اس مسجد کی تعمیر نو میں بھرپور حصہ لیں۔ اور ہر ممکن تعاون فرما کر اجر دارین حاصل کریں۔

ترسیلہ زر کا پتہ

مولانا حافظ انوار الحق۔ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک پشاور

مولانا مفتی سیف اللہ حقانی
فیاض مدرس دارالعلوم حقانیہ

کیا عورت اسلام میں سربراہ ملک بن سکتی ہے

عورت کو دلائل شرعیہ کی رو سے بادشاہ و سربراہ بنانا جائز نہیں تفصیل درج ذیل ہے۔
شرعیات اسلامیہ کا ایک ادنیٰ طالب علم آسانی سے یہ سمجھ سکتا ہے کہ شرعی کسی چیز کا جواز یا عدم جواز اسلام کے چار
مشہور اصول اور دلائل ہی سے ثابت کیا جاسکتا ہے ان دلائل کے بغیر کسی چیز پر جواز یا عدم جواز کا حکم لگانا اور اسے
شرعی حکم سمجھنا سرسبز جہالت ہوگی۔ اس لئے ضروری ہے کہ عورت کی سربراہی کو ان اصولوں کے آئینہ میں دیکھا جائے تاکہ عورت
کی سربراہی کی اصلی ضد و خال اور اس کی شرعی حیثیت سامنے آجائے۔ لہذا اراقم الحروف قارئین کی خدمت میں اس سلسلہ
میں ایک مضمون پیش کرتا ہوں تاکہ صحیح صورت حال معلوم ہو۔
(۱) قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

الرجال قوامون على النساء بما فضل الله بعضهم على بعض
اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد و گمراہی تحت ساتویں صدی کے مشہور و مقبول اور معتد مفسر علامہ ابن کثیرؒ اپنی مایہ ناز
تفسیر میں لکھتے ہیں :-

يقول تعالى (الرجال قوامون على النساء)
ای الرجل قیم علی المرأة ای هو رئیسها
و کبیرها و الحاکم علیها و مؤدبها
اذا اوجبت ربما فضل الله بعضهم على
بعض ای لان الرجال افضل من النساء
و الرجل خیر من المرأة و لهذا کانت
النسوة مختصة بالرجال و كذلك الملك
الا عظم لقوله صلى الله عليه وسلم - لن
يفلح قوم ولوا امرهم امرة (رواه البخاری)
من حدیث عبد الرحمن بن ابی بکر عن ابیہ ص ۹۱

بناب باری تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ مرد و عورت
کا حاکم و رئیس اور سر دار ہے اسے درست
اور ٹھیک سٹاک رکھنے والا ہے اس لئے کہ مرد
عورتوں سے افضل میں یہی وجہ ہے کہ نبوت مددوں
میں رہی اور اسی طرح شرعی طور پر خلیفہ بھی مرد
بن سکتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں
وہ لوگ کبھی نجات نہیں پاسکتے جو اپنا والی کسی
عورت کو بنائیں (بخاری)

۲- (الف) حدثنا عثمان بن الهيثم قال
حدثنا عوف عن الحسن عن ابى بكر
قال لقد نفعتنى الله بكلمة سمعتها
من رسول الله صلى الله عليه وسلم
ايام الجمل بعد ماكدت ان الحق باصحاب
الجمل فاقتل معهم قال لما بلغ رسول
الله صلى الله عليه وسلم ان اهل فارس
قد ملكوا عليهم بنت كسر قال بن يفلح
قوم ولوا امهم امرة

(بخاری ۶۳۷-۱۰۵۲ ج ۲)

ہم سے عثمان بن ہيثم نے بیان کیا کہ ہم سے عوف نے
انہوں نے امام حسن بصریؒ سے انہوں نے ابی بکرؓ
سے انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ جنگ جمل کے دن
مجھ کو اس بات سے فائدہ دیا جو میں نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی ورنہ میں قریب تھا
کہ جمل والوں کے ساتھ یعنی حضرت عائشہؓ کے
شکر میں شریک ہو کر (مسلمانوں سے) لڑتا۔ ابوبکر
نے کہا وہ بات یہ تھی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ
سلم کو یہ خبر پہنچی کہ ایران والوں نے کسریٰ کی بیٹی
(ہوران بنت شیروہ) کو تخت پر بٹھایا تو فرمایا
کہ وہ قوم کبھی فلاح نہیں پائے گی جس نے
ملک کے امور کا حاکم و والی کسی عورت کو

بنایا ہو۔

بخاری شریف کے حاشیہ میں حدیث ابوبکرہ پر قسطلانی کے حوالہ سے لکھا گیا ہے کہ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ عورت
کی سربراہی جائز نہیں۔

اور اسی طرح محدث شہر فقیہ نبیل ملا علی قاریؒ اپنی مشہور زمانہ تالیف مرقاة شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کے
شرح میں لکھتے ہیں:-

فی شرح السنة لا تصلح المرأة ان تكون اماما ولا قاضيا لانهما محتاجان الى الخروج للقيام
بامور المسلمين والمرأة عودة لا تصلح لذلك. ولان المرأة ناقصة والقضاء من كمال الولايات
فلا يصلح لها الا الكمال من الرجال (ص ۳۱۵ ج ۷)

شرح السنہ میں ہے کہ عورت کی سربراہی اور ریاست عامہ دو جہوں سے جائز نہیں۔

۱- سربراہی قیام بامور المسلمین کے لئے آزاد چلنے پھرنے کا تقاضا کرتی ہے اور عورت کو قرار فی البیت اور حجاب کا
حکم دیا گیا ہے۔ ۲- عورت عقل کے لحاظ سے ناقص ہے اور ریاست عامہ کمال ولایت ہونے کی وجہ سے کمال عقل کو چاہتی ہے
علامہ ابن کثیرؒ اور ملا علی قاریؒ جیسے محدثین، مفسرین نے اس حدیث کو عام لے کر اس سے عورت کی سربراہی کے
عدم جواز پر استدلال فرما گئے۔ لہذا اس حدیث کو بنت کسریٰ کے ساتھ مخصوص جاننا سوائے خالی دعوئے کے اور کچھ نہیں

خود راوی حدیث صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکرؓ کے اسلوب کلام سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ بھی اس حدیث کو عام لے رہے ہیں (کما لا یخفی علی المتأمل)

(ب) ما رأیت من ناقصات عقل و دین اغلب لذی لب منکن قالت یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ما نقصان العقل والدین قال اما نقصان عقلها فشهاده امرتین تعدل شهادة رجل فهذا نقصان العقل وتمکث اللیالی لاتصلی وتفطر فی رمضان فهذا نقصان الدین (رواہ مسلم فی صحیحہ)

میں نے نہیں دیکھا کہ باوجود عقل و دین کی کمی کے مردوں کی عقل مارنے والی تم سے زیادہ ہو۔ اس نے پھر پوچھا کہ حضور! ہم میں دین کی اور عقل کی کمی کیسی ہے؟ فرمایا عقل کی کمی تو اس سے ظاہر ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہے اور دین کی کمی یہ ہے کہ ایام حیض میں نہ نماز ہے نہ روزہ۔

(ابن کثیر ص ۳۳۵ ج ۱)

اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ عورت ناقص العقل ہے اور ریاست عامہ نام ہے کمال ولایت کا لہذا اس کے لئے کمال عقل کی ضرورت ہے اور یہ حدیث کی رو سے عورت میں مفقود ہے۔ اس لئے عورت کی سربراہی اور ریاست عامہ جائز نہیں۔

۳۔ شرح عقائد کے مشہور شرح نمبر اس میں ہے۔

قد اجمع الامة على عدم نصبها حتى في الامامة الصغرى

امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا اس مسئلہ پر اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ عورت کی ریاست عامہ (امامت کبریٰ) اور ریاست خاصہ (امامت صغریٰ) دونوں جائز نہیں۔

ذیل میں مشہور محدثین و فقہاء اور متکلمین کے ارشادات بھی ملاحظہ فرمایا لیجئے تاکہ مسئلہ کی مزید توضیح ہو جائے۔

۱۔ صاحب درمختار لکھتے ہیں: ويشترط كونه حراً ذكراً عاقلاً بالغاً قادراً

ص ۲۰۵ ج ۱

یعنی ریاست عامہ کے لئے مرد ہونا شرط ہے لہذا عورت کی سربراہی جائز نہیں۔

۲۔ علامہ ابن عابدین عورت کی سربراہی کے عدم جواز کی تعلیل میں لکھتے ہیں۔

لان النساء امرن بالقرار في البيوت فكان مبنی حالہن۔

کیونکہ عورتوں کو قراری فی البیوت کا حکم دیا گیا ہے۔

لہذا ان پر حجاب اور ستریں رہنا لازم ہے

على السترو اليه اشارة النبي

صلی اللہ علیہ وسلم
 حیث قال کیف یفلح قوم
 تمککم امرؤ
 (ص ۴۵ - ج ۱)

اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کی
 سربراہی کے عدم جواز کی طرف اشارہ کرتے
 ہوئے فرمایا۔ وہ قوم کبھی فلاح نہ پاسکے گی جس
 پر عورت حکومت کر رہی ہو۔

۳۔ علامہ تفتازانی شرح مقاصد میں لکھتے ہیں :- یشرط فی الامام ان یکون مکلف
 حوا ذکر الی قوله والنساء ناقصات عقل
 و دین ممنوعات عن الخروج الی مشاهد
 الحکم و معارک الحرب (ص ۲۷۷ - ج ۲)

عورت کی سربراہی دو وجہ سے جائز نہیں
 ۱۔ عورت عقل اور دین کے لحاظ سے ناقص ہے
 ۲۔ اس کو پردہ میں رہنے کا حکم ہے۔

۴۔ علامہ سید محمود آلوسی بغدادی اپنی مشہور زمانہ تفسیر روح المعانی میں اس آیت الی وجدت امرؤ
 تمککم (الایۃ) کے تحت رقم طراز ہیں :-

ولیس فی الایۃ ما یدل علی جواز
 ان تكون المرأة ملکة ولا حجة فی
 عمل قوم کفر علی مثل هذا المطلب و فی
 صحیح البخاری من حدیث ابن عباس رض
 ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما بلغه ان
 اهل فارس قد ملکوا علیهم بنت کسری

یعنی عورت کی سربراہی جائز نہیں کیونکہ صحیح
 بخاری میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو
 جب یہ خبر پہنچی کہ اہل فارس نے اپنے ملک
 بادشاہ کسریٰ کی بیٹی کو بنا دیا ہے تو آپ نے
 فرمایا وہ قوم کبھی فلاح نہ پاسکے گی جس نے اپنے
 اقتدار کا مالک عورت کو بنا دیا۔

ص ۱۸۹ ج ۱۰ - الجز ۱۹

قال لن یفلح قوم ولوا امرؤ

۵۔ حضرت علامہ مولانا آزاد الرجال قوامون الخ کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں :-

اللہ نے دنیا میں ہر گروہ کو دوسرے گروہ پر خاص خاص باتوں میں مزیت دی ہے اور ایسی مزیت
 مردوں کو بھی عورتوں پر ہے۔ مرد عورت کی ضروریات معیشت کے قیام کا ذریعہ ہے۔ اس لئے سربراہی و
 کارفرمائی کا مقام قدرتی طور پر انہی کے لئے ہو گیا ہے۔ (توجان القرآن ص ۳۱۱ - ج ۱)

۶۔ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب اپنی معروف و مقبول تفسیر معارف القرآن میں لکھتے ہیں،

”کیا کسی عورت کا بادشاہ ہونا یا کسی قوم کا امیر و امام ہونا جائز ہے؟
 صحیح بخاری میں حضرت ابن عباس رض کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ خبر پہنچی کہ اہل فارس
 نے اپنے ملک کا بادشاہ کسریٰ کی بیٹی کو بنا دیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا :-

لن یفلح قوم ولوا امرہم امرۃ یعنی وہ قوم کبھی فلاح نہ پائے گی جس نے اپنے اقتدار کا مالک عورت کو بنادیا اس لئے علماء امت اس پر متفق ہیں کہ کسی عورت کو امامت و خلافت یا سلطنت و حکومت سپرد نہیں کی جاسکتی۔ بلکہ نماز کی امامت کی طرح امامت کبریٰ بھی صرف مردوں کو سزاوار ہے۔

ربما بلیقہ کا ملکہ سببا ہوتا۔ تو اس سے کوئی حکم شرعی ثابت نہیں ہو سکتا جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے کہ حضرت سیدنا علیہ السلام نے اس سے خود نکاح کیا۔ اور پھر اس کو حکومت و سلطنت پر قائم رکھا اور یہ کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں جس پر احکام شرعیہ میں اعتماد کیا جاسکے (درمیان)۔ مشہور محدث حضرت مولانا عبدالحی دہلوی اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں حدیث لن یفلح قوم الخ کے شرح میں تحریر فرماتے ہیں۔ ازیں معلوم میشود کہ زن قابل ولایت و امامت نیست (ج ۳) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کی ریاست عامہ اور سربراہی جائز نہیں۔ ۸۔ علامہ نواب محمد قطب الدین خان دہلوی مظاہر حق شرح مشکوٰۃ میں اس عنوان "عورت کو اپنا حاکم بنانے والی قوم کبھی فلاح نہ پاسکتی" کے تحت حدیث لن یفلح قوم (الحديث) کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ولایت و حکمرانی کا اہل مرد ہی ہو سکتا ہے۔ عورت حکمرانی و سربراہی کے منصب کی اہل نہیں۔ ص ۶۷۲۔ ج ۳

۹۔ حضرت علامہ قاضی محمد شمس الدین پانی پتی اپنی مشہور زمانہ تفسیر مظہری میں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی بہما فضل اللہ بعضہم علی بعض۔ کے تحت لکھتے ہیں:-

یعنی الرجال علی النساء فی اصل الخلقة بکمال العقل و حسن التدبیر و بسطة فی العلم والجسم و مزید القوة فی الاعمال و علو الاستعداد و لذلك حضوا بالنبوة والامامة والولاية والقضاء والشهادة فی الصدود والقصاص وغيرھا و وجوب الجهاد والجمعة والعيدين و الاذان والخطبة والجماعة و زیادة السهم فی الارث و مالکية النکاح و تعدد المنکوحات والاستعداد بالطلاق و کمال الصوم والصلوة من غیر فتور و غیر ذلک و هذا امر وہبی (ص ۹۸ ج ۲)

اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض کو یعنی مردوں کو بعض پر یعنی عورتوں پر (تخلیقی) برتری عطا فرمائی۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے مرد کو کمال عقل حسن تدبیر، وسعت علم، عظمت جسم، زیادتی قوت اور صلاحیت و استعداد کی بیشی تخلیقی طور پر عطا کی ہے اتنی کہ عورت کو یہ چیزیں نہیں دی گئیں اسی لئے مندرجہ ذیل خصوصیات و احکام مرد کے لئے ہیں عورتیں ان احکام و خصوصیات سے محروم ہیں۔ نبوت، امامت و حکومت، قضاء، تعزیری جرائم کی شہادت، وجوب جہاد و وجوب جمعہ، وجوب عیدین، اذان و خطبہ، نماز باجماعت۔ میراث میں حصہ کی زیادتی۔ نکاح کی مالکیت، تعدد ازواج، اختیار طلاق، پورے

رمضان کے روزوں کی اور ہر زمانہ میں پوری
نمازوں کی فرضیت وغیرہ۔ اور عطا الہی ہے۔
۱۰۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اپنی مشہور اور بے حد مقبول تفسیر بیان القرآن میں
تحریر فرماتے ہیں:-

اور ہماری شریعت میں عورت کو بادشاہ بنانے کی مانعت ہے پس بقیس کے قصہ سے کوئی شبہ نہ کرے
اول نویہ فعل مشترکین کا تھا دوسرے اگر شریعت سلیمانہ نے اس کی تقریر بھی کی ہو تو شرع محمدی میں اس کے خلاف
ہوتے ہوئے وہ حجت نہیں۔ (ص ۴۴۷-۲ ج)

۱۱۔ تفسیر نسفی میں الامام الجلیل علامہ ابوالبرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود النسفی رقمطراز ہیں:-

یعنی انما کانوا مسیطرین علیہن بسبب
تفضیل اللہ بعضہم و ہم الرجال علی
بعض و ہم النساء بالعقل والعزم الی
قوله والنبوة والخلافة والامامة الخ
اللہ تعالیٰ نے بعض باتوں میں مردوں کو عورتوں
پر فضیلت دی ہے عقل، عزم، حزم، راستے
وقت و جہاد و کمال، صلوة و صوم و نبوت
و خلافت و امامت وغیرہ۔ (ج ۱ ص ۲۲۳)

۱۲۔ حضرت علامہ مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ سابق شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور حدیث ابن یفلح قوم الخ کی
شرح میں لکھتے ہیں:-

قوله ولوا امرهم امروءة۔ فی شرح السنة
لا تصلح المرأة ان تكون اماما ولا قاضيا
لان الامام والقاضی محتاجان الی الخروج
للقيام بامر المسلمين والمرأة عورة
لا تصلح لذلك ولان المرأة مناقصة
والقضاء من کمال الولايات فلا يصلح
لها الا الکامل من الرجال۔

شرح السنہ میں ہے کہ عورت کی سربراہی اور
ریاست عامہ دو وجہوں سے جائز نہیں (۱)
سربراہی قیام بامور المسلمین کے لئے آزاد
چلنے پھرنے کا تقاضا کرتی ہے۔ اور عورت کو
قرار فی البیت اور حجاب کا حکم دیا گیا ہے (۲)
عورت عقل کے لحاظ سے ناقص ہے اور ریاست
عامہ کمال ولایت ہونے کی وجہ سے کمال عقل
کو چاہتی ہے۔

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبیؒ اپنی مقبول ترین تفسیر الجامع لاحکام القرآن میں لکھتے ہیں

الاشہد - روی البخاری من حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما وسلم لما بلغہ ان اهل فارس قد ملکوا بنت کسی قال لن یفلح قوم ولوا امرہم امرة قال القاضی ابوبکر بن العربی ہذا النص ان امرة لا تكون خلیفة ولا خلاف فیہ (ص ۱۸۳ ج ۱۳)

امام بخاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ :-
جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ کو جب یہ خبر پہنچی کہ ایران والوں نے کسریٰ کی بیٹی کو تخت پر بیٹھایا تو فرمایا وہ قوم کبھی فلاح نہ پائے گی جس نے ملک کے امور کا حاکم ودا کی کسی عورت کو بنایا ہو۔
قاضی ابوبکر بن العربی فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں اس بات کی تصریح موجود ہے کہ عورت خلافت کی اہل نہیں ہے اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

الشیخ الامام العلامة بدر الدین ابی محمد محمود بن العینی شارح بخاری - بخاری شریف کی شرح عمدۃ القاری میں حدیث لن یفلح قوم کی شرح میں لکھتے ہیں :-

قال الخطابی فی الحدیث ان امرة لا تلی الامارة ولا المقضاء (ص ۵۹ ج ۱۸) علامہ خطابی نے ارشاد فرمایا کہ عورت حکومت اور قضاء کی اہل نہیں ہے۔

ازالہ شبہات بعض حضرات کو حدیث لن یفلح کے متعلق خصوص کا شبہ ہے اس وجہ سے کہ بعض اقوام میں عورتیں سربراہ رہ چکی ہیں اور وہاں بجائے عدم فلاح کے فلاح دیکھا گیا ہے۔ اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ جن اقوام میں عورتیں سربراہ رہ چکی ہیں تو وہ ضرور کسی نہ کسی درجہ میں عدم فلاح کا شکار ہو چکے ہیں اور تاریخ اس کا ثبوت ہے۔

اور بعض تو بڑے غیرتناک زوال اور عدم فلاح سے دوچار ہو چکے ہیں۔ چنانچہ برطانیہ کی مثال لیجئے ایک زمانہ میں برطانیہ کے قلمرو میں سورج تک نہ ڈوبتا تھا اور آج وہ عظیم برطانیہ دنیا کے ایک چھوٹے سے گوشے میں محصور ہو کر عظیم سے صغیر و حقیر برطانیہ بن گیا ہے۔ ایران میں سے بعض اقوام میں بہ ظاہر جو فلاح نظر آتا ہے اس سے حدیث نبویؐ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ کیونکہ فلاح کئی مشکوک ہے۔ اور اس کے مراتب مختلف ہیں۔ لہذا ظاہر کسی ایک مرتبہ فلاح کے وجود سے تمام مراتب فلاح کا وجود لازم نہیں آتا۔ حتیٰ کہ عدم فلاح متحقق نہ ہونے سے

اور یہ اعتراض وارد نہیں ہوتا کہ بعض اقوام کا زوال بغیر عورت کے سربراہی کے بھی آیا ہے اس لئے کہ زوال کے اسباب مختلف ہوتے ہیں جس طرح کہ موت کے اسباب بھی مختلف ہوتے ہیں۔ کوئی بخار سے مرتا ہے اور کوئی ہیضہ سے! اور یہ جواب بھی ہو سکتا ہے کہ جائز ہے کہ ان ہیگمات کی حیثیت (باقی اگلے صفحہ پر)

کی وجہ سے حدیث نبویؐ کے متاثر ہونے کا خدشہ لازم آجائے۔ اس کے علاوہ حدیث کے استقبالی صیغہ لن یفلح کے پیش نظر عین ممکن ہے کہ مستقبل میں یہ اقوام کسی خاص زوال اور ناکامی میں مبتلا بھی ہو جائیں اور بہ تقدیر عدم ابتلا کے جواب وہ ہے جو پہلے گزر چکا ہے۔ اس حدیث کو تمام اکابر امت سلفا و خلفا نے عموم کا درجہ دیتے ہوئے انشاء کے معنی میں لیا ہے۔ اور دوسرے نصوص کے علاوہ اس حدیث سے بھی عورت کی سربراہی کے عدم جواز پر استدلال کیا ہے۔

۲۔ بعض کو یہ شبہ ہو گیا ہے کہ حضرت مولانا تھانویؒ نے عورت کی ریاست عامہ اور سربراہی کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ یہ حضرات یا تو مولانا تھانویؒ کے مقصد کو صحیح طور پر نہیں سمجھ سکے یا تجاہل عارفانہ سے کام لے رہے ہیں۔ حضرت مولانا تھانویؒ نے امداد الفقہاء میں جو فتویٰ دیا ہے اس کی عبارت سے یہ صاف واضح ہے کہ وہ دو صورتوں میں جواز کے قائل ہیں۔

- ۱۔ عورت صرف صوری سربراہ ہو۔ حقیقی نہ ہو۔ بلکہ حقیقتہً صرف مشیرہ ہو۔ اور حاکم اور سربراہ حقیقتہً پارلیمنٹ ہو۔ اور وجہ جواز یہ ہے کہ عورت اہل مشورہ ہے۔ لیکن ہمارے ہاں تو یہ صورت نہیں بلکہ یہاں سربراہ حقیقتہً وزیراعظم ہوتا ہے۔ اور پارلیمنٹ کی حیثیت صرف مشیر کی ہوتی ہے۔
- ۲۔ دوسری صورت یہ ہے عورت حقیقتہً حکمران ہو۔ مگر التزاماً اپنی انفرادائے سے کام نہ کرتی ہو۔ اور اس صورت میں جواز میں راز یہ ہے کہ علت عدم جواز کا نقصان عقل ہے۔ اور جب مشورہ رجال سے اس کا انجبار ہو گیا تو علت مرتفع ہو گئی۔ تو معلول یعنی عدم جواز و عدم فلاح بھی منفی ہو گیا۔ مگر ہمارے ہاں یہ صورت بھی نہیں بلکہ یہاں وزیراعظم مستبد بالرائے ہوتا ہے۔ اور پارلیمنٹ کو اپنی ہی رائے کا تابع بناتا ہے۔ اور جب کہ عورت حقیقتہً حکمران اور سربراہ مملکت ہو اور اپنی انفرادائے سے کام نہ کرتی ہو تو اس صورت کو مولانا تھانویؒ بھی ناجائز اور داخل حدیث سمجھتے ہیں۔ لہذا مولانا تھانویؒ کے فتویٰ سے عورت، کی مطلق سربراہی کا جواز نکالنا یقیناً مولانا تھانویؒ کے مقصد کو نہ جاننے یا تجاہل عارفانہ کا نتیجہ ہے۔

بقیہ حاشیہ ص ۲۸ واقعہً صرف مشیر کی ہوتی ہو بظاہر و صورتاً وہ حکمران تھیں۔ اور اسی طرح یہ بھی جائز ہے کہ یہ ہاں اگرچہ حکمران تھیں مگر التزاماً اپنی انفرادی رائے سے کام نہ کرتیں۔ اور یہ دونوں صورتیں حدیث کے تحت داخل نہیں اولیٰ مرتبہ کے لئے کہ عورت اہل مشورہ ہے اور دوم اس لئے کہ علت عدم فلاح کا نقصان عقل ہے۔ اور جب مشورہ رجال سے اس کا انجبار ہو گیا تو علت مرتفع ہو گئی تو معلول یعنی عدم فلاح بھی منفی ہو گیا تو ان وجوہ کی بنا پر یہ بعض اقوام عام فلاح کے شکار نہ ہو گئے۔

(تنبیہ) گذشتہ صفحات میں جو صورتیں جائز قرار دی گئی ہیں ان کا جواز بے حجابی سے اجتناب کے ساتھ مشروط ہے۔ چنانچہ علامہ ابن عابدین کی تعمیل صراحت کے ساتھ اس پر دال ہے۔

۳۔ بعض لوگ قرآن پاک میں مذکور ملکہ بلقیس کے قصہ سے استدلال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایمان لانے کے بعد کسی دلیل سے یہ ثابت نہیں کہ ان سے انتزاع سلطنت کیا گیا ہو۔ پس بظاہر حکایت سلطنت اور عدم حکایت انتزاع سے اس سلطنت کا بجا لہا باقی رہنا معلوم ہوتا ہے اور تاریخ صراحتہ اس کی مؤید ہے اور قاعدہ اصولیہ ہے۔ اذاقص الله ورسوله علينا امرا من غير مكيد عليه فهو حجة لنا لهذا قرآن پاک سے ثابت ہوا کہ عورت کی سربراہی جائز ہے۔ اس شبہ کا جواب ہے کہ ملکہ بلقیس کی حکومت کی صورت ان دو صورتوں میں سے ایک تھی جن کو مولانا قفا نوئی نے جائز قرار دیا ہے اور اس کا قرینہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد عالی ہے: "اكنتم فاطمة امراحتی تشهدون۔" (بلقیس نے کہا) میں کسی بات کا قطعی فیصلہ نہیں کرتی جب تک کہ تم لوگ میرے پاس موجود نہ ہو۔

اور اس قرینہ سے صرف نظر کرتے ہوئے اگر یہ فرض کیا جائے کہ مسلمان ہونے کے بعد ملکہ بلقیس کی حکومت کی صورت وہ تیسری صورت تھی جس کو ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ تو پھر گذشتہ قاعدہ اصولیہ کی رو سے جواب یہ ہے کہ چونکہ اس صورت پر ہماری شریعت میں انکار آیا ہے لہذا یہ حجت نہیں بن سکتی۔

۴۔ بعض صحافی حضرات نے حدیث ابن یفلح قوم انہ کے متعلق ضعف کا دعویٰ کیا ہے جو سرسر جھوٹ اور

بہتانِ عظیم ہے۔

امام ترمذی نے اپنی مشہور کتاب سنن ترمذی میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

حدثنا محمد بن اٹشی ثنا خالد بن

الحارث نا حمید الطویل عن الحسن

عن ابی بکرۃ قال عصمنی اللہ بشی

سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ و

سلم لما هلك كسرى قال من استخلفوا

قالوا ابنته فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

لن یفلح قوم ولوا امرهم امروۃ فلما

قدمت عائشۃ یعنی البصرۃ ذكرت

قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فصمنی اللہ بہ (قال الترمذی)

حضرت ابو بکرؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے

(جنگِ جمل کے دن) مجھ کو اس بات کی وجہ

سے بچایا جو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و

سلم سے سنی تھی۔ وہ بات یہ تھی کہ جب

کسری ہلاک ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا۔ ایران والوں نے کس کو خلیفہ، حکمران

بنایا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ کسری کی بیٹی کو

خلیفہ و حکمران بنایا۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ و

سلم نے فرمایا وہ قوم کبھی فلاح نہ پائے گی جس

نے ملک کے امور کا حاکم و والی کسی عورت

ہذا حدیث صحیح

(ترمذی ابواب الفتن ص ۵۲)

کو بنایا ہو۔ توجب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بصرہ
تشریف لے آئیں تو مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کا یہ فرمان لیں یفلح قوم الخ یا د آیا اور اس کی برکت
سے اللہ تعالیٰ نے مجھے بچا لیا۔ اور میں جمل والوں
تھکے تھکے شریک نہ ہوا۔

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

بعض لوگ جنگ جمل کے واقعات سے ناکام اور ناتمام استدلال کر رہے ہیں۔

اس استدلال کا جواب یہ ہے کہ اس موقع پر ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے امامت و خلافت کا کوئی
دعوئی نہیں کیا اور نہ ہی امامت و خلافت کا مطالبہ کیا۔ بلکہ وہ اور ان کے ساتھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کے
لئے جدوجہد کر رہے تھے۔

دیکھئے یہ حضرات، حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ کو کیا جواب دے رہے ہیں۔

”اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے یہ خیالات ہیں جو آپ نے بیان کئے اور وہ قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ سے قصاص لینے کا ارادہ
رکھتے ہیں تو پھر لڑائی اور مخالفت کی کوئی بات باقی نہیں رہتی۔ ہم اب تک یہی سمجھتے رہے کہ ان کو قاتلین
عثمان رضی اللہ عنہ سے ہمدردی ہے۔“
(تاریخ اسلام ج ۱ ص ۳۹۶)

بخاری کا حاشیہ بھی ملاحظہ کیجئے۔

جنگ جمل ۳۶ھ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور
ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے
درمیان لڑی گئی۔ اس دن ام المؤمنین جمل
(اونٹ پر سوار تھیں۔ اس لئے ان کے شکر کا
نام اصحاب الجمل پڑا۔ اور ام المؤمنین حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا اور ان کے ساتھی امارت یا خلافت
کے طالب نہ تھے۔ یہ حضرات صرف اور صرف
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص لینے کے لئے جدوجہد
کر رہے تھے۔

قوله ایام الجمل متعلق بقوله نفعتنی
اللہ۔ وایام الجمل وقعة وقعت
بالبصرة بین علی وعائشہ رضی اللہ عنہما
عنہما سنہ ست ثلثین وکانت یومئذ
علی الجمل فسمیت به اصحاب الجمل
یعنی عسکرہ قالہ الکرمانی ولم تکن عائشہ
ولا غیرها طالبین الامارۃ والخلافة
بل طلبوا دم عثمان من قتلہ وکان علی
الی قوله کذا فی الفتح

(جلد ۲ صفحہ ۶۳۷)

لہذا اس واقعہ سے عورت کی سربراہی کے جواز پر استدلال صحیح نہیں۔ کیونکہ اس واقعہ میں امامت یا خلافت کی کوئی بات نہیں تھی۔ البتہ اس واقعہ کی سرپرستی کرنے کی وجہ سے صورت خلافت و امامت ضرور آئی تھی۔ جو ناجائز نہیں۔ مگر حقیقت خلافت و امامت بالکل موجود نہ تھی کیونکہ اس موقع پر نہ خود ام المؤمنینؓ نے امامت کا دعویٰ فرمایا اور نہ ساتھیوں نے ان کو امام و خلیفہ بنایا۔ بلکہ مشترکہ طور پر یہ حضرات حضرت عثمانؓ کا قصاص لینے کے لئے سعی و کوشش کر رہے تھے۔ البتہ تحریک و سرپرستی حضرت ام المؤمنینؓ کی تھی۔ جیسے ایک گھر میں کام چلے کرتے ہیں اور تحریک و سرپرستی مال کرتی ہے۔ اس لئے اس واقعہ سے عورت کی سربراہی اور امامت و خلافت کا جواز نکالنا درست نہیں۔ مگر چونکہ صورت امامت تو آئی تھی اس لئے حدیث لن یفلح قوم الخ کے راوی حضرت ابو بکرؓ جیسے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس حدیث لن یفلح قوم الخ ہی کی رو سے غایت تقویٰ اور نہایت خشیت خداوندی کی وجہ سے ام المؤمنینؓ کے لشکر میں شمولیت نہ فرمائی۔ اور خود ام المؤمنین حضرت عائشہؓ بھی اس حدیث کی عمومی مخالفت اور اس فساد کی وجہ سے جو اس واقعہ جمل میں واقع ہوا اتنی غمگین ہوئیں اور اس قدر پریشان ہوئیں کہ فرمانے لگیں۔

”کاش میں آج کے واقعہ سے بیس برس پہلے مر جاتی“

۶۔ بعض لوگ یہ بے بنیاد اور بے سرو پا الزام لگاتے ہیں کہ فیلڈ مارشل محمد ایوب خان مرحوم کے مقابلہ میں مذہب علماء اسلام پاکستان کے اکابر علماء فاطمہ جناح کی حمایت و تائید کر رہے تھے۔ اگر عورت کی سربراہی شرعاً ناجائز ہوتی تو حضرت مولانا شیخ الاسلام درخواستی مدظلہ۔ حضرت مولانا مفتی محمودؒ۔ محدث کبیر حضرت مولانا شبالحقؒ اور حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ جیسے علماء فاطمہ جناح کی تائید و حمایت نہ فرماتے۔ اس شبہ کا جواب یہ ہے۔

سُبْحَانَكَ هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ

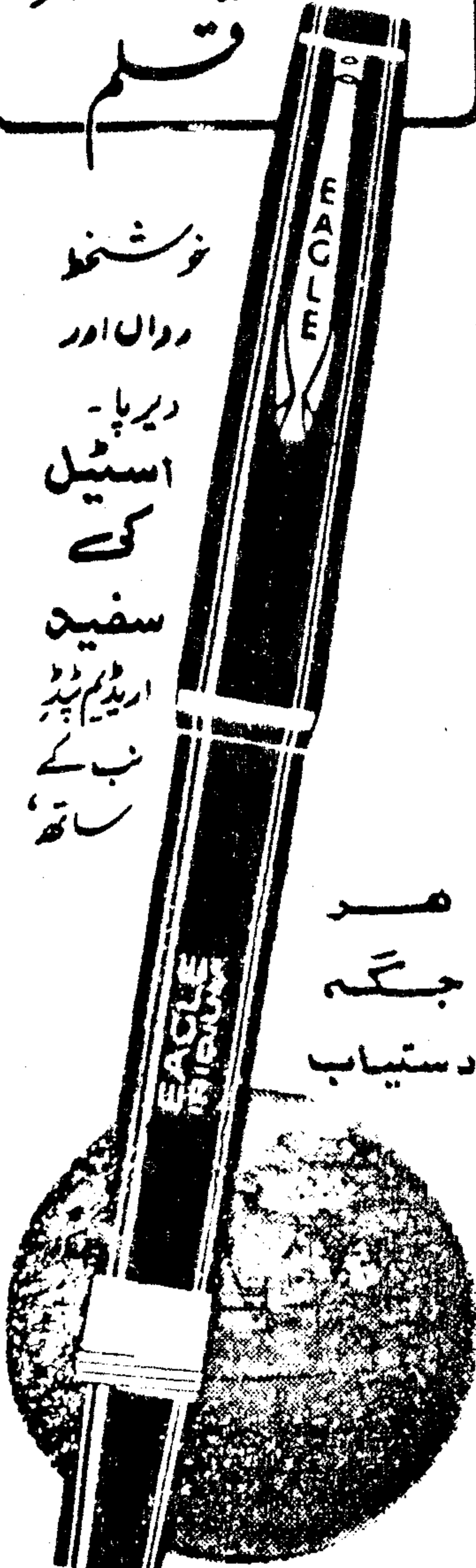
معتبر ضمیمہ پر لازم ہے کہ جبل و قریب سے کام نہ لیں اور ماضی قریب کی تاریخ کی ورق گردانی کریں۔ ایوبی دور کے سرکاری ریکارڈ ملاحظہ کریں تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ جمعیت علماء اسلام کے اکابر فاطمہ جناح کی نفی کرتے رہے یا موافقت۔ حقیقت یہ ہے کہ اس موقع پر جمعیت علماء اسلام کے اکابر نے فاطمہ جناح اور ایوب خان مخالفت کر کے حضرت مولانا عبد اللہ انور لاہوریؒ کو صدر اقلیتی امیدوار نامزد کیا تھا اور جمعیت کے اکابر فاطمہ جناح کی نفی اس لئے کر رہے تھے کہ عورت کی سربراہی شرعاً درست نہیں۔ (تنبیہ) شریعت نے عورت کو ریاست عامہ کی ذمہ داری عیناً ہی کر کے اس پر عین شفقت اور مہربانی فرمائی ہے کیونکہ عورت کے نازک اور ضعیف کندھوں پر ریاست عامہ کا عظیم بوجھ ڈالنا حکمت کا تقاضا ہے نہ عقل کا۔

ایگل

ایک عالمگیر
قلم

خوشخط
دواں اور
دیرپا۔
اسٹیل
کے
سفید
ارڈیم پڈ
نب کے
ساتھ

مادر
جنگہ
دستیاب



آزاد فرینڈز
اینڈ پنی (پرائیویٹ) لمیٹڈ

دلکش
دلنشیں
دلخرب



حسین
کے
پارچہ جات

نرزد و نول کے بوسات کیلئے
موزوں حسین کے پارچہ جات
سٹمبرک ہر بڑی دکان پر
دستیاب ہیں۔



خوش پوشی کے پیش رو

حسین کے خوبصورت پارچہ جات
نہ صرف آنکھوں کو بلکہ غلے میں
ہر ایک کی شخصیت کو بھی
نکھارتے ہیں غرائز ہوں یا

حسین میکسٹائل بزنس
حسین انڈسٹریز لمیٹڈ کراچی
جو ملی انڈسٹریز ہونے کے سوا کچھ نہیں ہے



شیخ الحدیث مولانا محمد حسن جان صاحب مدنی
جامعہ امداد العلوم پشاور

حکیم الامت، مجدد ملت

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی

برصغیر پاک و ہند میں بہت بڑے، اور چیدہ یگانہ روزگار، علما کرام گذرے ہیں۔ جو اپنے زمانہ کے علمی و عملی اعتبار سے، امام اور پیشوا اور داعی سہے۔ جن میں مجدد الف ثانیؒ، شاہ ولی اللہ شاہ اسماعیل شہیدؒ اور ان کے مرشد سید احمد شہیدؒ، شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ، قاضی ثنائیؒ، شیخ مولانا عبدالحقؒ اور اس طرح دوسرے بزرگان دین اور اساطین علم و فضل اور صوفیائے کرام شامل ہیں۔ اور پھر مرکز علم دینیہ میں بھی۔ والا علوم دیوبندی میں جو نہ صرف برصغیر کے لئے بلکہ پورے عالم اسلام کے لئے مرجع رشد و ہدایت اور دعوت اسلامی اور جہاد کا مرکز، اور کتاب و سنت کی تعلیمات کا علمبردار۔ اور ہر قسم نریغ والحاد اور بدعت و خرافات اور کفر و فساد کا تعاقب کرنے والا ادارہ رہا ہے۔ کافی اور بڑی تعداد میں مشاہیر اہل علم و قلم اور اصحاب خطابت و صحافت اور ارباب معرفت و بصیرت گذرے ہیں۔ جو ہر ایک اپنے میدان کے شہسوار، اور اپنے فنون میں متخصص اور ماہر دیکھے ہیں۔ چنانچہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند، حقائق و معارف اور فرق ضالہ کے رد میں ماہر فقہ۔ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ فقہ اور تصوف میں۔ شیخ الہند محمود حسن دیوبندیؒ اور شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ جہاد اور سیاست میں۔ محدث الہند علامہ شاہ نور شاہ کشمیریؒ معقولات اور علم حدیث میں۔ اور شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ۔ علوم کتاب و سنت اور علم کلام اور سیاست میں اور حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ اور مفتی اعظم اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ۔ فقہ اور افتاء میں۔ اور حضرت الاستاذ شیخ الحدیث مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ علم حدیث اور کلام میں۔ اور فیلسوف الاسلام حضرت مولانا شمس الحق افغانیؒ اور حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیبؒ فلسفہ اسلام اور قدیم و جدید علوم اور خطابت و ارشاد میں امتیازی خصوصیات کے مالک رہ چکے ہیں۔

ان تمام بزرگان دین اور ارباب علم و کمال میں جس سے میری حدود وجہ کی یقیدت ہے اور بہت متاثر ہوا ہوں اور جس کو اپنے بساط ناقص کے مطابق اور اپنے خیال میں ان تمام ساقیہ فنون و علوم کے سب سے زیادہ مہارت تامہ اور کامل دسترس رکھنے والا اور متخصص سمجھتا ہوں۔ وہ حضرت حکیم الامت، مجدد ملت حافظ الخلیج قاری شاہ محمد اشرف علی

تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات گرامی اور عالی مرتبت شخصیت ہے۔ حضرت تھانوی نے مذکورہ بالا جملہ فنون اور علمی میدانوں میں قابلِ قدر اور عظیم کارنامے انجام دیے ہیں۔ خصوصاً وہ میدان جس سے علماء کرام اور عوام دونوں کا واسطہ پڑتا ہے۔ اس میں آپ نے مجددانہ اور مصلحانہ اور نہایت قابلِ قدر تصنیفات و خطبات اور اصلاح و تربیت کے عظیم فرائض اور اعمال کر کے دکھائے۔ اور امت کے لئے بطور ذخیرہ چھوڑ گئے۔ اس میدان میں تصوف، افتاء، اصلاح رسوم و عقائد، تربیت نفس و اخلاق اور اسلامی سیاست شامل ہے۔

۱۔ تصوف و سلوک | میں امام مجدد الف ثانی کے کارنامے اور کتابیں بہت مبارک اور قابلِ قدر اور لائقِ تحسین اور تبریک ہیں۔ مگر ان کی تصنیفات عوام کے فہم سے بالاتر ہیں۔

اسی طرح شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی تصنیفات، اور مولانا محمد قاسم نانوتوی کے معارف و علوم سے علماء کرام ہی استفادہ کر سکتے ہیں۔ مگر حضرت تھانوی نے مختلف اسالیب، اور طریقوں سے تصوف کی اصلاح اور تعلیم فرمائی جس سے علماء کرام کے علاوہ عوام بھی استفادہ کر سکتے ہیں اور جس میں وضاحت اور فصاحت کے ساتھ شریعت و طریقت کی وحدت اور اتحاد اور صرف کتاب و سنت مطہرہ پر کامیابی و نجات کا دار و مدار قرار دے دیا گیا ہے۔

اور اس سلسلے میں حضرت تھانوی کی جملہ تصنیفات مثلاً شریعت و طریقت، راہ قلندر، التکشف عن حقیقۃ التصوف، التعرف یا احادیث القدوس، تربیۃ السالک، انقاس عیسیٰ، بصائر حکیم الامت، الاخلاصات الیومیہ وغیرہ مرجع عام و خاص ہیں۔ اور ہر شخص ان سے بقدر فہم و استطاعت فائدہ حاصل کر سکتا ہے اور ہر زمانہ کے لئے کار آمد اور ضروری ہیں۔

۲۔ فقہ اور افتاء | میں حضرت کی تصنیفات مثلاً، امداد الفتاویٰ ۸ جلد۔ بواد النوا اور البدائع بہشتی زیور اور مختلف رسائل عجیب و غریب ہیں جن میں آپ کو جدید و قدیم اور پیش آنے والے واقعات کے مسائل اور احکام ملیں گے۔ صرف بہشتی زیور ہی امت کے جلد عام اور ضروری عقائد و مسائل اور اخلاق و معاملات کے لئے کافی ہے جو حضرت نے لڑکیوں اور خواتین کے لئے تالیف فرمائی ہے۔ میں نے بعض مشائخ حدیث و فقہ کے پاس بہشتی زیور کے سات مختلف طباعتوں کے نسخے موجود پائے ہیں جن سے وہ استفادہ کرتے ہیں۔

شواہد حضرات کے ہاں یہ مشہور ہے کہ اگر دنیا سے بفرض محال کتاب اللہ اور سنت مطہرہ اور اسلام کی جملہ کتابیں ختم ہو جائیں اور امام غزالی کی کتاب "حیاء العلوم"، باقی ہو تو وہ امت کے لئے کافی ہوگی تو یہ جملہ میں اپنی ناقص سمجھ کے مطابق بہشتی زیور کے بارے میں کہہ سکتا ہوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ

۳۔ اصلاح رسوم و عقائد۔ میں حضرت تھانوی نے ایسی مبارک اور فہم تصنیفات لکھ دی ہیں جن سے

کوئی شخص بھی جو طالب حق ہو مستغنی نہیں ہو سکتا۔ مثلاً اصلاح الرسوم، الانتباہات المفیدہ وغیرہ۔ ان سب میں کتاب و سنت اور اجماع اہلسنت والجماعت کی روشنی میں دین اسلام کے جملہ ضروری عقائد کی وضاحت فرمائی ہے اور جملہ شرکیات و بدعات اور خرافات و وہابیات اور ہندوانہ رسومات کا قطع قمع کیا ہے۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ عن الاسلام والمسلمین خیراً۔

۴۔ تربیت نفس و اخلاق | میں مہارت تامہ اور امتیازی اور خصوصی شان رکھنے کی بنا پر آپ کو ”حکیم الامت“ کا معزز خطاب دیا گیا ہے۔ یہ خطاب تلکوینی طور پر زبان زد عوام اور خواص ہے۔ اور یہ ستر الہی کا مظہر اور قبول عند اللہ کی بڑی علامت ہے۔

اس سلسلے میں حضرت کے مواعظ حسنہ اور مجالس عامہ اور خاصہ کے خطابات اور تربیت کی جملہ کتابیں بہت زیادہ مفید ہیں اور ہر دور اور ہر علاقے کے لئے نسخہ شفا و روحانی اگر کسی شخص کا تعلق کسی مرشد اور مصلح سے نہ بھی ہو تو اس کے لئے حضرت کی یہ تصنیفات ایک اعلیٰ مرشد اور خاص مربی کی حیثیت رکھتی ہیں۔

۵۔ اسلامی سیاست | کے میدان میں حضرت تھانویؒ وہ پہلے عظیم راہ نما اور قائد ہیں جن کی ہدایات پر پاکستان کا نامور قائم ہوا۔ اور یہ مملکت خدا داد معروض وجود میں آئی۔ آپ ہی کے ارشادات کے مطابق دو قومی نظریہ کی خوب نشرو اشاعت ہوئی۔ اور آپ ہی نے کانگریس کی وسیسہ کاریوں سے، جس کی قیادت ہندو متعصب اور شناطرانہ فریب کاروں کے ہاتھ میں تھی۔ اور ان کے دجل و فریب اور خطرات سے مسلمانوں کو آگاہ کر دیا۔ اور ایک علیحدہ اسلامی مملکت کے قیام کے لئے مسلم لیگ کی حمایت اور کانگریس اور اکھنڈ بھارت کی مخالفت میں اور کانگریس سے دور رہنے کے بارے میں فتوے شائع کرائے۔ اور محمد علی جناح کو اپنے خاص متعلقین اور شاگردوں کی وساطت سے ہدایات بھیجتے رہے اور ان کی مساعی جمیدہ سے اگر ایک طرف انگریزوں کی غلامی سے آزاد ہوئے تو دوسری طرف ہندو بنیا اور مشرک قوم کے دام فریب میں نہیں آئے اور ہمیشہ کے لئے غلام بن جانے سے اللہ تعالیٰ نے بچائے رکھا۔ واللہ الحمد علی ذالک

چنانچہ پاکستان کی پہلی پرچم کشائی کی تقریب، مغربی پاکستان میں شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اور مشرقی پاکستان میں شیخ الاسلام مولانا ظفر احمد عثمانیؒ جو حضرت تھانویؒ کے متعلقین اور رشتہ داروں میں سے تھے کے دست مبارک سے انجام پذیر ہوئی۔

ان میدانوں کے علاوہ جن کا تعلق عوام اور ملک و ملت اور علماء کرام اور ہر قسم کے طبقہ کے لوگوں سے ہے۔ حضرت تھانویؒ نے تفسیر و حدیث اور تجوید و منطق وغیرہ علوم و فنون میں اپنی تالیفات و تصنیفات کا اتنا عظیم اور قابل قدر سرمایہ چھوڑا ہے جو پوری یونیورسٹی کہلانے کا مستحق ہے۔

حضرت نے اپنی لاثانی تفسیر ”بیان القرآن“ میں قرآن کے جملہ مضامین اور سو روایات کو مربوط فرمایا ہے۔

اور اس مقصد کے لئے آپ نے مستقل رسالہ بھی لکھا ہے۔

«سبق الغایات فی نسق السور والایات» تفسیر میں جدید و قدیم اور ممکنہ اعتراضات و اشکالات کا جواب دیا ہے۔ اور آیات کی تفسیر و معانی میں راجح قول کو مدلل فرما کر پیش کیا ہے۔ البتہ بعض اصطلاحی کلمات و الفاظ کی بنا پر عوام اس سے استفادہ کم کر سکتے ہیں اور علماء کرام کے لئے بہت بڑا مرجع اور نمونہ تفسیر ہے۔ عوام کے لئے بھی قابل فہم اور استفادہ بنانے کے سلسلہ میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر معارف القرآن میں حضرت تھانویؒ کی تفسیر کا خلاصہ پیش فرمایا ہے۔ اور «معارف و مسائل» کے عنوان سے حضرت کی تفسیر کی وضاحت اور تشریح کی ہے۔ بخزائنہ اللہ تعالیٰ علی ذالک جزاء جمیلاً۔

علم حدیث میں «اعداد السنن» جو حضرت کی نگرانی میں حضرت مولانا شیخ الاسلام ظفر احمد عثمانیؒ نے تالیف فرمائی حدیث کا ایک بڑا دائرۃ المعارف۔ انسائیکلو پیڈیا ہے جو سات عظیم جلدوں میں چودہ اجزاء پر مشتمل ہے۔ اور خصوصاً مذہب حنفی کے لئے ایک بہت بڑا مرجع اور ذخیرہ ہے۔ جس کا مقدمہ «انہار السکن» مستقل جلد میں ہے۔ اس طرح علوم تجوید اور منطق وغیرہ میں حضرت کی تصنیف، اسلامی علوم کے نصاب میں داخل ہیں۔ اور مدارس اسلامیہ میں پڑھائی جاتی ہیں۔

میری ہمیشہ سے یہ خواہش رہی ہے کہ حضرت تھانویؒ کی جملہ اردو تصانیف کو جدید عربی اسلوب میں ترجمہ کرنے اور عربی مائپ میں جہانت کے لئے مستقل «دارالعرفۃ» اور کمیٹی تشکیل دی جائے تاکہ پورے عالم اسلام کو فائدہ پہنچے اور اگر انگریزی میں بھی ترجمہ ہو جائے تو پوری دنیا کے لئے مفید ہو گا۔ و یا ذالک علی اللہ بعزیز

نہاں لطفہ در وصف حسن اولال است

چہ جائے کلمہ بریدہ نہاں بہودہ گو است

قائم حسین قادیان

اپنی صنعتی پیداوار کے ذریعے سال سال سے
اس خدمت میں مصروف ہے

سروس انڈسٹریز

قومی خدمت ایک عبادت ہے
ملکی صنعت قوم کی خدمت ہے



شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد فرید مدظلہ

ٹیلی ویژن اور وی سی آر کا شرعی حکم

استفتاء

کیا ٹیلی ویژن اور وی سی آر پر غیر محرم مرد و زن کو دیکھنا اور غیر محرم عورت کا نغمہ اور ترنم سننا اور ٹیپ ریکارڈز وغیرہ سے سرود سننا جائز ہے یا ناجائز؟

جواب۔ ٹی وی اور وی سی آر پر غیر محرم مرد و زن کو شہوت کے طور سے دیکھنا اور غیر محرم عورت کا نغمہ اور ترنم سننا اور ٹیپ وغیرہ سے سرود سننا ناجائز اور حرام ہیں۔ کیونکہ جو شیطانی لذت اصل کو دیکھنے اور سننے سے حاصل ہوتی ہے تو اس جیسی لذت اس کے عکس اور صورت سے بھی حاصل ہوتی ہے۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ تصویر اور عکس میں فرق ہے وہ یہ کہ جو شکل دھات، تار، رنگ، پلاسٹک وغیرہ ذی جرم اشیاء سے بنائی جاتے اس کو تصویر اور صورت کہا جاتا ہے۔ اور وہ قدرتی طور سے بقا اور ثبات رکھتی ہے۔ اور جو شکل آئینہ وغیرہ سے تقابل کے وقت دکھائی دے اس کو عکس کہا جاتا ہے۔ یہ عکس صرف انتقالش ہوتا ہے۔ ذی جرم اور ذی جسد نہیں ہوتا۔ اور طبعی طور سے بقا اور ثبات نہیں رکھتا۔ بلکہ تقابل کے زوال سے وہ بھی ناکل ہوتا ہے البتہ اس کو مصنوعی طور سے باقی اور برقرار رکھا جاتا ہے اور تصویر جیسے دکھائی دیتا ہے بلکہ خوف عام میں اس کو بھی تصویر کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ عرف عام میں اصل آواز کے عکس اور آواز باز گشت کو مصنوعی طور سے باقی رکھنے کے بعد اصل آواز کہا جاتا ہے۔ اور شرعی اصول کے بنا پر صورت اور عکس میں دیگر فرق بھی موجود ہے۔ وہ یہ کہ زندہ اشیاء کی تصویر کشی ناجائز ہے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

من صور صورة فان الله

معذبه حتى ينفخ فيها

الروح و ليس نفخ فيها ابدا۔

(بخاری)

اور آئینہ وغیرہ کو دیکھنے سے عکس بنانا ناجائز نہیں ہے۔ کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آئینہ دیکھتے تھے۔

فیض القدير میں بحوالہ ابن کثیر۔ طبرانی اوسط بہیقی مسطور ہے۔

كان اذا نظر في المرأة قال
الحمد لله -
یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جب آئینہ دیکھتے
تو یہ خاص حمد کرتے۔

واضح رہے کہ عکس کی طرح بت اور تصویر کو دیکھنا بذات خود ناجائز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں
و تراهم ينظرون اليك وهم لا
يبصرون - (اعراف)
اور تو دیکھے کہ تکتے ہیں تیری طرف اور حالانکہ
وہ کچھ نہیں دیکھتے۔

بخاری شریف میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے۔

انها اشترت نمرقة فيها تصاویر
فلما واهما رسول الله صلى الله
عليه وسلم قام على الباب
ولم يدخل -
یعنی عائشہ صدیقہؓ نے ایک تیکہ خریدا جس میں
تصاویر تھیں۔ پس جب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اس کو دیکھا تو دروازہ پر کھڑے
ہو گئے اور اندر نہ تشریف لے گئے۔

تو ان دلائل کی رو سے عکس، تصویر، بت کو دیکھنا ممنوع نہیں ہے۔ البتہ اگر ان کو دیکھنے میں مفسدہ موجود
ہو۔ مثلاً یہ دیکھنا شیطانی تفریح اور شیطانی لذت حاصل کرنے کے لئے ہو تو ممنوع ہوگا۔ بخاری شریف کی حدیث
میں وار رہے۔

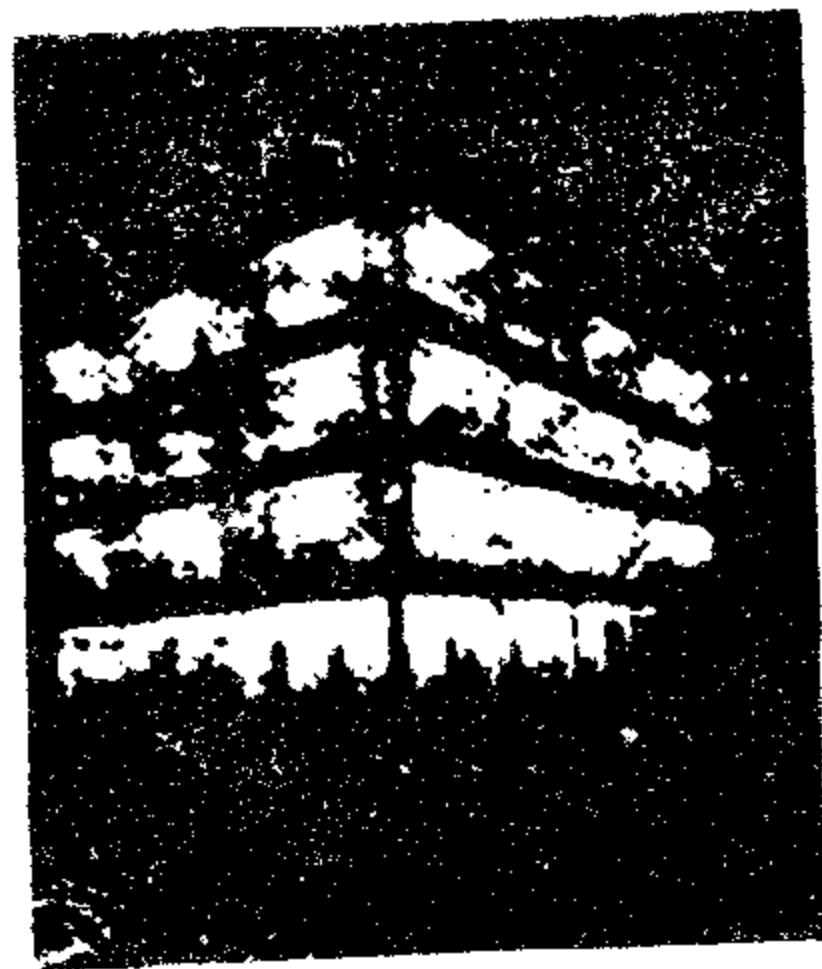
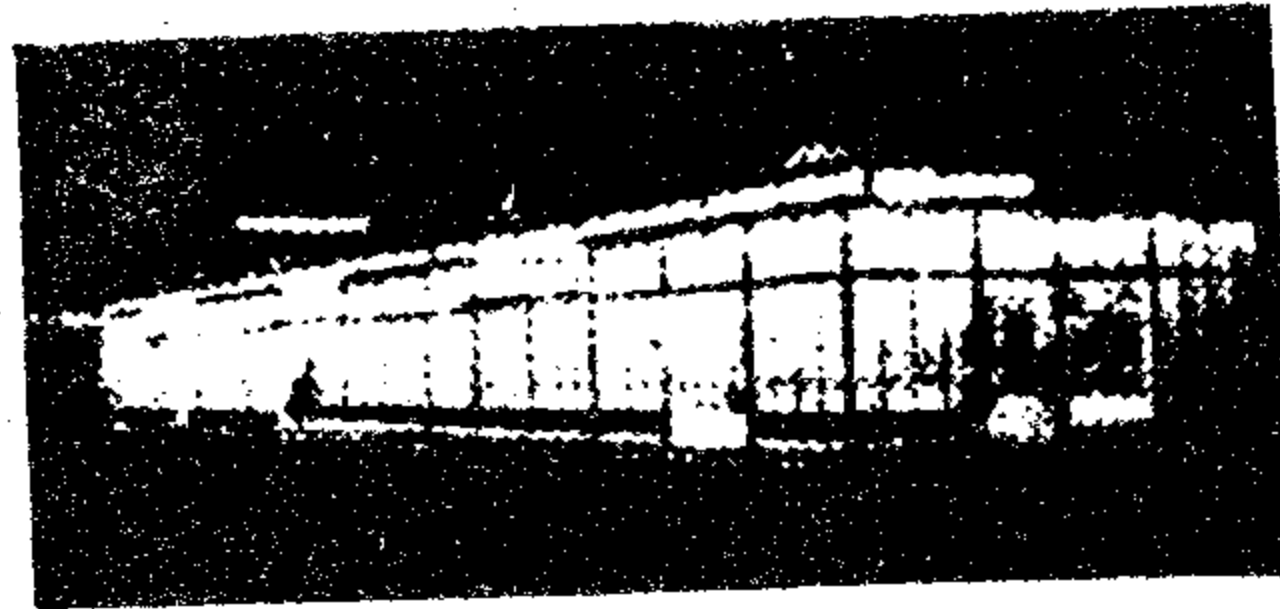
لا تبأشر المرأة المرأة فتنعتها
لزوجها كأنه ينظر إليها
(بخاری)
یعنی کوئی عورت کسی عورت کے ساتھ نہ لیٹے
حتیٰ کہ اس کے بعد یہ عورت اپنے خاوند کو
اس دوسری عورت کے اعضاء کی ترجمانی کرے
گویا کہ یہ خاوند اس کو دیکھ رہا ہو۔

تو اس حدیث شریف کی بنا پر جب بیوی کی ترجمانی سے خاوند کے دماغ میں اس اجنبی عورت کی خیالی صورت
سے لذت حاصل کرنا شنیع اور منکر ہو تو آنکھوں سے دکھائی دینے والا عکس اور تصویر سے یہ لذت حاصل کرنا بہ
طریق اولیٰ شنیع اور منکر ہوگا۔ کیونکہ اس میں اس مفسدہ کا خطرہ زیادہ تر ہے۔

اور جب اجنبی عورت کا نغمہ اور ترنم سننا حرام ہے کیونکہ اس سے غیر محرم عورت کا میلان پیدا ہوتا ہے تو
اس کے نغمہ اور ترنم کا عکس سننا بھی حرام ہوگا۔ کیونکہ یہ مفسدہ اور جاذبیت اس میں بھی موجود ہے اور یہی حکم ہے
ٹیپ وغیرہ سے سرود کے عکس کے سننے کا۔

تو اس تفصیل کے بنا پر واضح ہوا کہ اگرچہ ٹی۔وی اور وی سی آر پر اصل شے نظر نہیں آتی بلکہ ان پر عکس دیکھا
جاتا ہے جو کہ جدید صناعت کی وجہ سے قائم اور ثابت ہوتا ہے۔ لیکن یہ عکس اصل کے اعضاء اور محاسن کا بلا خیانت
ترجمانی کرتا ہے اور اس عکس کے دیکھنے سے اصل کے دیکھنے کی طرح شیطانی لذت اور خواہش پوری کی جاتی ہے تو لازمی طور پر ان آلات پر صنف خالف کے عکس
کو دیکھنا ناجائز اور حرام ہوگا اور اسی طرح غیر محرم عورت کے ترنم اور نغمہ کے عکس کا سننا اور سرود کے عکس کا سننا حرام ہوں گے۔

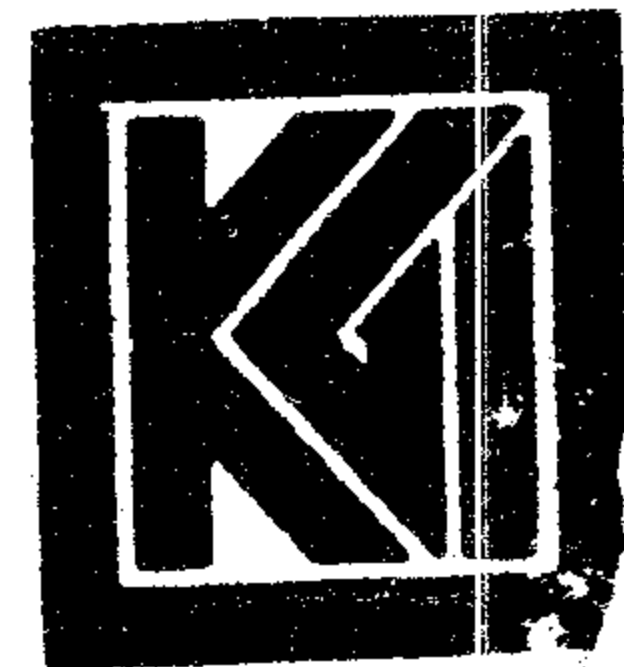
دفتر ہو، یا فیکٹری
دوکان ہو، یا گھر



شیشہ

خواجہ گلاس

خواجہ گلاس اینڈ سٹریز لمیٹڈ
شامہراؤ پاکستان — حسن ابدال



نیکسٹری آفس: ۱۰۰ ہارے اسٹریٹ، صدر لاہور
رجسٹرڈ آفس: ۳۰ ایبٹ روڈ

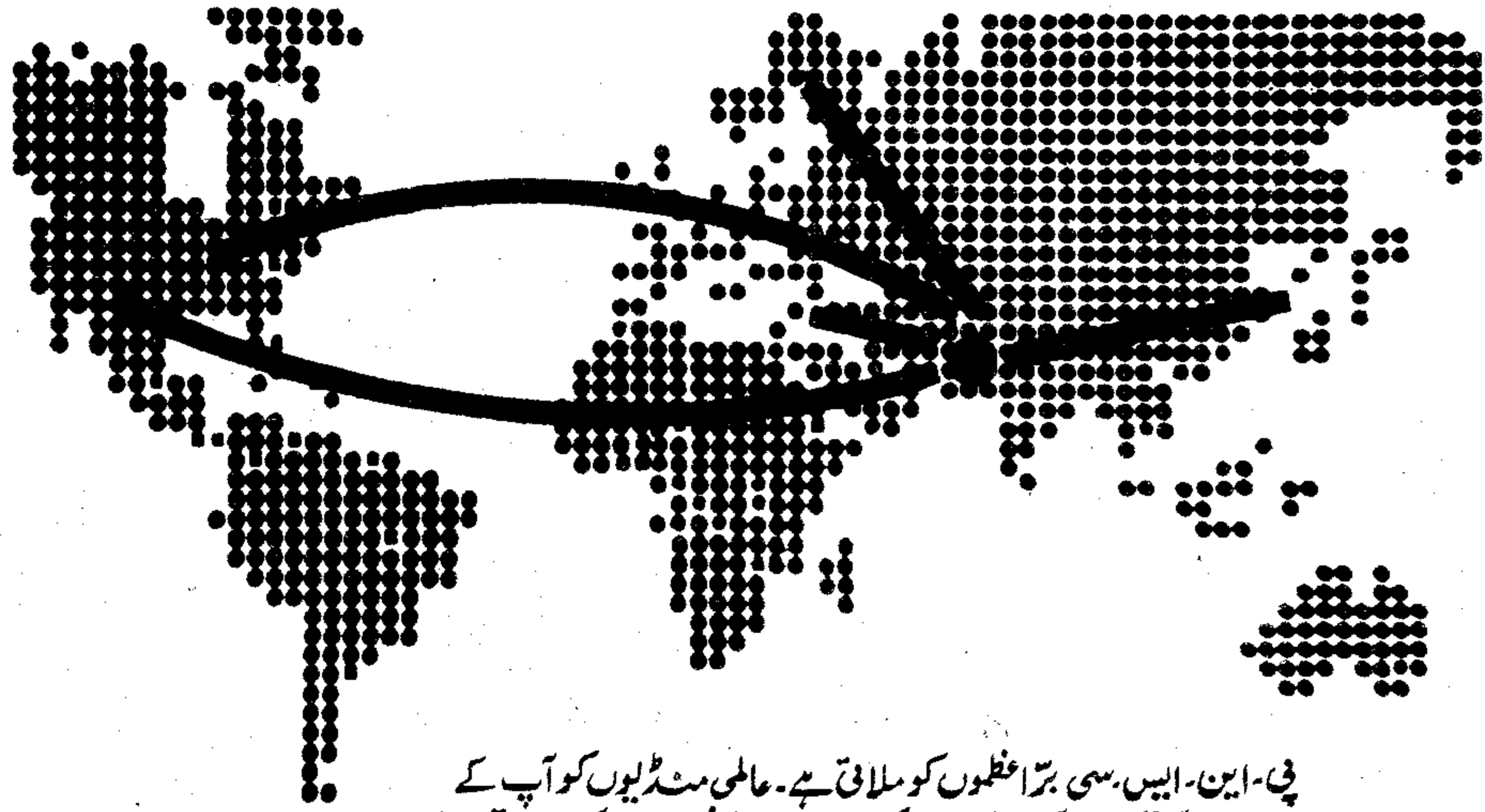
اپنی جہاز راں کمپنی

پی این ایس سی

جہاز

سے مال بھیجئے

بروقت - محفوظ - باکفایت



پی۔ این۔ ایس۔ سی براعظموں کو ملاتی ہے۔ عالمی مشٹریوں کو آپ کے
قریب لے آتی ہے۔ آپ کے مال کی بروقت، محفوظ اور باکفایت ترسیل
برآمد کنندگان اور درآمد کنندگان، دونوں کے لئے نئے مواقع فراہم کرتی ہے۔
پی۔ این۔ ایس۔ سی قومی پرچم بردار۔ پیشہ ورانہ مہارت کا حامل
جہاز راں ادارہ، ساتوں سمتوں میں رواں دواں

قومی پرچم بردار جہاز راں ادارے کے ذریعہ مال کی ترسیل کیجئے

پاکستان نیشنل
شپنگ کارپوریشن
قومی پرچم بردار جہاز راں ادارہ



عالم اسلام کی علمی و ثقافتی سرگرمیاں

ایک اخباری اطلاع کے مطابق امریکہ میں ۷۰ لاکھ کے درمیان مسلمان قیام پذیر ہیں ان میں کچھ قدیم باشندے ہیں جو اسلامی تعلیمات سے متاثر ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہوئے ہیں۔ زیادہ تر لوگ وہ ہیں جو تعلیم، تلاش روزگار و دیگر مقاصد کے تحت وہاں گئے ہیں اور وہاں رہائش پذیر ہیں، دعوت و ارشاد کے لئے جانے والوں کی تعداد محدود ہوگی۔ لیکن یہ بات بھی نہیں کہ امریکہ کا میدان دعوت و ارشاد کے کام سے یکسر خالی ہو۔ برصغیر پاک و ہند اور عرب ممالک سے دینی شخصیتوں کا دورہ ہوتا رہتا ہے۔ وعظ و نصیحت کی مجلسیں آراستہ ہوتی ہیں تبلیغی جماعت کے لوگ بھی جاتے ہیں اور اپنے منہج سے کام کرتے ہیں۔ دوسری دینی تنظیمیں بھی اپنا پروگرام رکھتی ہیں۔ اور اپنے طریقے سے دعوت و ارشاد کا کام کرتی ہیں۔ وہاں پر رہائش پذیر مسلمانوں نے بھی اپنی مختلف تنظیمیں قائم کر رکھی ہیں، اپنی وسعت و صلاحیت کے مطابق وہ بھی اپنے پلیٹ فارم سے کام کرتی ہیں۔ امریکہ جانے والے اور وہاں رہائش اختیار کرنے والے مسلمان مختلف جغرافیائی خطوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے درمیان رنگ، نسل اور زبان کا بھی اختلاف نہیں پایا جاتا افکار و خیالات کے درمیان بھی تنوع پایا جاتا ہے۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ ان کی تنظیمیں ان اختلافات سے پاک ہوں۔ وجہ ہے کہ کبھی کبھی تصادم و ٹکراؤ کی خبریں بھی آتی ہیں۔ گزشتہ چند برسوں سے کچھ لوگ کوشاں ہیں کہ مسلم تنظیموں کے درمیان ممکن حد تک یکسانیت اور ہم آہنگی پیدا کی جائے۔ تنظیمیں ٹکراؤ کا راستہ چھوڑ کر تعاون کا رویہ اپنائیں اس مقصد کے حصول کے لئے شمالی امریکہ کی مسلم تنظیموں نے اپنا ایک دفاق بنایا ہے جو ”اتحاد اسلامی“ یا جمعیت امریکی کے نام سے موسوم ہے اس کا کام شمالی امریکہ میں بکھری ہوئی مسلم تنظیموں کو مربوط رکھنا۔ اس طرح ان کی کارکردگی اور فعالیت میں اضافہ کرنا ہے۔

گزشتہ دنوں ”اتحاد اسلامی“ کے ایک ذمہ دار احمد خطاب جو مسلم یوتھ لیگ کے صدر بھی ہیں کا ایک انٹرویو ”اخبار عالم الاسلامی“ مکہ مکرمہ میں شائع ہوا ہے۔ انہوں نے اعلاؤ و شمار کی مدد سے اپنی اس تنظیم کی ثقافتی سرگرمیوں پر روشنی ڈالی ہے۔ ان کے بیان کے مطابق آغاز میں اس جمعیت کا دائرہ کار ایک ریاست تک محدود تھا۔ ۱۹۸۳ء میں اس کی سرگرمیوں کا دائرہ پورے شمالی امریکہ اور کناڈا تک پھیل گیا۔ تقریباً ۵۵ ممالک سے تعلق

رکھنے والے تین لاکھ مسلمان شریک ہوئے۔ ان کے علاوہ آٹھ ہزار توبیتی پروگرام دئے گئے۔ دو لاکھ مسلم نوجوانوں نے ان سے استفادہ کیا۔ ان میں خواتین بھی شامل ہیں۔ اس جمعیت کی طرف سے ”آفاق اسلامیہ“ کے نام سے ایک ماہنامہ شائع ہوتا ہے جس کے ذریعہ ذہنی و فکری غذا فراہم کی جاتی ہے۔

”اتحاد اسلامی“ کے زیر نگرانی ۱۹۸۷ء میں نہ کوآۃ فنڈ کا قیام عمل میں آیا۔ مختصر مدت میں اس کے ذریعہ ۱۵ لاکھ ڈالرز جمع ہوئے اور مستحق خاندانوں اور ضرورت مند طلبہ کے درمیان تقسیم کئے گئے۔ اس تنظیم کی سرپرستی میں ایک ادارہ ”وقف اسلامی“ کے نام سے قائم ہے۔ اس کا مقصد اسلامی مدارس، مراکز اور مساجد کی دیکھ ریکھ اور ان کی سرپرستی و حفاظت ہے۔ اس وقت ۱۲ مسجدیں، اسلامک سنٹر اور سکول اس کی نگرانی میں کام کر رہے ہیں۔ ایک شعبہ دینی و اسلامی علوم کی اشاعت کے لئے خاص ہے۔ اس نے عربی، انگریزی، فرنچس، اسپینی اور اردو زبانوں میں ملا کر ۲۰ لاکھ کتابیں شائع کی ہیں۔

غیر سودی نظام کو فروغ دینے کے لئے ”امانت فنڈ“ کے نام سے ایک شعبہ کام کر رہا ہے اس شعبہ کی کاوش کے نتیجے میں بارہ لاکھ ڈالر کی رقم غیر سودی قرض کے طور پر دی گئی ہے۔

دعوت و ارشاد اور اسلامی تعلیم کے نام سے ایک شعبہ اپنی خدمات پیش کر رہا ہے۔ یہ شعبہ امریکی موثرہ میں اسلامی تعلیمات کے فروغ کے لئے مختلف تدبیریں اختیار کرتا ہے۔ اس کی سرگرمیاں جیل خانوں تک پھیلی ہوئی ہیں اس کی طرف سے ۱۱ لاکھ کتابیں اور پمفلٹ شائع ہو کر تقسیم ہوئے ہیں۔ ائمہ مساجد اور دعوتی میدانوں میں کام کرنے والوں کے لئے پندرہ توبیتی پروگرام رکھے گئے۔ ۲۰ محضرے یا لیکچرز کا نظم ہوا۔ ۱۱ ڈائی لاکس با بات چیت کے پروگرام ہوئے جن میں حاضرین کی اکثریت یہود و نصاریٰ پر مشتمل تھی۔ ۷۰ ہزار قیدیوں سے رابطہ قائم کیا گیا۔ اور ان کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی گئی۔ چنانچہ اس کاوش کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے تین لاکھ امریکی ڈالروں کو حلقہ بگوش اسلام ہونے کی توفیق دی۔ اس تعداد میں قیدیوں کے علاوہ بڑی تعداد عام شہریوں کی بھی ہے۔

”جمعیت اسلامی“ کی دعوتی و ثقافتی سرگرمیوں کا یہ خاکہ اس کے ایک ذمہ دار نے پیش کیا ہے۔ اس نے کہا جاسکتا ہے کہ انہوں نے اپنی تنظیم کے کاموں کو بڑھا چڑھا کر دکھایا ہے۔ اس رپورٹ کو مبالغہ آرائی پر مبنی مان لیا جائے تو بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ امریکہ میں بسنے والے مسلمان دعوتی کاموں سے یکسر غافل نہیں ہیں۔ مختلف تنظیمیں یہ کار خیر انجام دے رہی ہیں۔ نیز اپنی وسعت و صلاحیت کے مطابق دعوت کے میدان میں جدوجہد اور کاوش کر رہی ہیں۔

پولیسٹڈ میں دینی بیداری | پولیسٹڈ میں دینی بیداری کی خبریں ان دنوں اخبارات کی زینت بن رہی ہیں یہاں کے باشندے زیادہ تر کیتھولک عیسائی ہیں۔ مسلمان اقلیت میں ہیں جو تاریخی نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ جنگوں۔

عظیم ثانی سے قبل یہاں مسلمان باعزت زندگی گذارتے تھے۔ انہیں بڑی ہی آزادی حاصل تھی۔ دینی تعلیم بلکہ عربی تعلیم کے ان کے اپنے ادارے تھے۔ بعض اوقات حکومت کے معزز نمبروں پر بھی فائز ہوتے۔ دوسری جنگ عظیم کا آغاز پولینڈ پر حملہ سے ہوا۔ ہٹلر نے توسیع پسندانہ غزائم کے لئے سب سے پہلے اسی کو نشانہ بنایا۔ جنگ میں اس کا جغرافیہ بدل کر رکھا گیا۔ جرمنی کی شکست کے بعد دوبارہ اس کے جغرافیائی حدود متعین ہوئے۔ روس کے پڑوس میں واقع ہونے کی وجہ سے اس کے زیر اثر اشتراکی حکومت ۱۹۴۷ء میں قائم ہوئی۔ کمیونزم روسی برائڈ ہو یا چینی۔ دین بیزاری اور اسلام دشمنی دونوں کے یہاں قدر مشترک ہے۔ مسلمانوں کو دبانے اور اسلام کی بیخ کنی کا عمل پولینڈ میں بھی شروع ہوا۔ کمیونسٹ نظام کی پلاننگ کے مطابق اب تک مسلمانوں اور اسلام کو قصہ پارینہ بن جانا چاہئے تھا۔ لیکن یہ عجیب بات ہے اور اشتراکیوں کے لئے بالکل سوانح روح کہ وہاں اسلام نہ صرف یہ کہ زندہ ہے بلکہ برگ و بار بھی لار رہا ہے۔ جب روس سے اسلام نہیں مٹا تو پولینڈ سے کیسے مٹا؟

پولینڈ سے آمدہ خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ پولینڈ کے تاتاری مسلمان اپنی شناخت باقی رکھنے کے لئے بہت مسلسل کر رہے ہیں۔ بچوں کی دینی تعلیم و تربیت کے لئے اسکول مدارس نیز عبادت گاہوں کی تعمیر کا کام تیز رفتاری سے ہو رہا ہے۔ بچوں کو عربی زبان کی تعلیم کا اہتمام بھی جاری ہے۔ تاکہ آئندہ نسل قرآنی زبان اور قرآنی رسم الخط سے یکسر تابلہ نہ رہ جائے۔ اس کام کے لئے وہ عرب طلبہ معاون ثابت ہو رہے ہیں جو تحصیل علم کی غرض سے پولینڈ کے مختلف شہروں میں مقیم ہیں۔

پولینڈ کے مسلمانوں نے اپنی قبرستان جداگانہ بنا رکھی ہے چہاں دیواری کے ذریعہ اغیار کے دست برد سے محفوظ کر لیا ہے جو صلہ افزا بات یہ ہے کہ دینی بیداری کے آثار ہر طبقہ میں نظر آتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات سے جانکاری کے لئے اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ، ماہرین فن، ڈاکٹر، انجینئر اور قانون دان سبھی طبقہ کے لوگ پیش پیش نظر آتے ہیں۔ اب وہ اسلام کے ساتھ اپنے تعلق و وابستگی کا اظہار میں جھجک محسوس نہیں کرتے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ غیر مسلموں میں بھی اسلام دلچسپی بڑھ رہی ہے۔ قرآن مجید کا ترجمہ اور دیگر اسلامی لٹریچر کی مانگ میں اضافہ ہوا ہے۔ ایک خبر کے مطابق پولش زبان میں قرآن مجید کے ترجمے کے ایک لاکھ نسخے مختصر مدت میں فروخت ہو گئے۔ اس کی مانگ بڑھ رہی ہے۔ پولش مسلمانوں کی تنظیم کے ایک ذمہ دار جناب استفان مصطفیٰ نے گزشتہ دنوں پولش میوزیکینسی کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا ہے۔ حالیہ برسوں میں غیر مسلموں کے درمیان اسلام سے دلچسپی بڑھی ہے۔ ترجمہ قرآن کی مانگ اتنی زیادہ ہو گئی ہے کہ اسے پورا کرنے سے ہم لوگ قاصر نظر آ رہے ہیں۔

بلجیم میں دینی اجتماع ایک اخباری اطلاع کے موجب بلجیم میں واقع مرکز اسلامی کے زیر اہتمام گذشتہ دنوں ایک دینی اجتماع ہوا جس میں بلجیم، ہالینڈ، فرانس، جرمنی اور لکسمبرگ میں رہائش پذیر ہزاروں مسلمانوں نے شرکت

کی۔ قطر یونیورسٹی میں کینتہ اصول الدین کے پرنسپل ڈاکٹر یوسف القرضاوی کی شرکت دینی اجتماع کی اہمیت میں اضافہ کا باعث بنی۔ ان کے نام پر دور دور سے لوگ کھینچ کھانے گئے۔ ان کی تقریر کا موضوع تھا:

”یورپ میں آباد مسلمانوں کی ذمہ داریاں“ انہوں نے اپنی تقریر میں اس نقطہ پر خاص طور سے زور دیا کہ امت مسلمہ کے شاندار ماضی اور اس کی عزت و وقار کو دوبارہ واپس لانے کے لئے ضروری ہے کہ مسلمان خواہ حاکم ہوں یا محکوم اپنی زندگی کو اسلام میں داخل کریں، قول و عمل میں تضاد نہ ہو۔ دونوں میں اسلام کی بالادستی قائم رہے۔ انہوں نے اپنی تقریر میں حرمین شریفین کے خلاف ہونے والی سازشوں کی پُر زور مذمت کی۔ اور کہا کہ حرمین کے خلاف سازش دراصل مسلمانانِ عالم کے خلاف سازش ہے۔ دنیا کے مسلمان ہر قیمت پر ان کی تقدس باقی رکھیں گے ان کی حرمت پر آج سچ آنے کی صورت میں کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

یورپ کے مسلم ثقافتی اداروں کی ڈائریکٹریٹ نامی مسلم تنظیم جس کا مرکزی دفتر جنیوا میں ہے ان مسلم ثقافتی اداروں کی ڈائریکٹریٹ میں شامل ہے جو یورپی ممالک میں ہیں اور جہاں اسلامی علوم اور اسلامی ثقافت سے دلچسپی لی جاتی ہے یا کسی ایسی زبان کی تعلیم دی جاتی ہے جس کا کسی نہ کسی نوع سے مسلمانوں سے تعلق ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ اس کام کا فیصلہ ۱۹۸۱ء میں کیا گیا تھا جب کہ اس تنظیم کی کانفرنس فرانس کے مرکزی شہر پیرس میں ہوئی تھی۔ اس کے بعد ہی سے اس کا آغاز کر دیا گیا تھا۔ اب وہ اختتام تک پہنچنے والا ہے۔ اس سرگرمی کے نتیجے میں ایک ڈائریکٹریٹ مرتب ہو رہی ہے۔ ہر ملک میں واقع ثقافتی اداروں اور مسلم تنظیموں کی فہرست الگ تیار کی جا رہی ہے۔ اس میں اختصار کے ساتھ ہر ادارے اور تنظیم کا تعارف، تاریخ، دائرہ کار، خدمات اور آئندہ کے پروگرام کا تذکرہ ہو گا۔ نیز اس ادارے کی مطبوعات کا تذکرہ و تعارف بھی ہو گا۔

یہ ڈائریکٹریٹ یا گائیڈ بک یورپی ممالک میں واقع مسلم تنظیموں اور ثقافتی اداروں کے بارے میں جانکاری کا معتبر ذریعہ ہوگی۔ اس کے ذریعہ ان غیر مسلم اداروں کے بارے میں بھی واقفیت ہوگی جہاں مسلم ممالک کی کوئی زبان پڑھائی جاتی ہے یا کسی نہ کسی نوع سے اسلامی ثقافت و عقیدے سے دلچسپی کا اظہار کیا جاتا ہے۔

غیر عربی رسم الخط میں | سوال میں فرانس کے دارالسلطنت پیرس میں ایک سیمینار منعقد ہوا جس میں قرآن کی کتابت | دنیائے اسلام اور دنیا کے عرب کے متعدد نامور دانشوروں اور فضلاء نے شرکت کی۔

فرانس میں واقع مسلم تنظیموں کے ذمہ داروں کے علاوہ جو حضرات شریک ہوئے۔ ان میں سے چند یہ ہیں۔

۱۔ مسجد نبویؐ کے امام ڈاکٹر علی الحدادی، انہوں نے کنگ فہد اکادمی برائے طباعت قرآن مجید کی ناسندگی کی۔

۲۔ رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کی ناسندگی شیخ عبداللہ العقیل نے کی۔

شام کی مجلس قرار کے رکن شیخ عبدالرزاق الحلبي نے مجلس قرار کی طرف سے شرکت کی۔

۴۔ جزائر قمر کی ٹائڈ کی مفتی عبدالرحمن نے کی۔

لاطینی یا غیر عربی رسم الخط میں قرآن مجید کی کتابت کا مسئلہ سینار کا ممنوع تھا قرآن مجید کی کتابت سے متعلق دو واضح نقطہ ائے نظر پائے جاتے ہیں۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ قرآن مجید عربی رسم الخط میں ہے جس کی تلاوت ان لوگوں کے لئے دشوار ہے جو عربی رسم الخط سے نا بلد ہیں۔ اس لئے لاطینی ہندی اور دیگر رسم الخطوں میں اس کی طباعت ہو تاکہ اس کی افادیت عام ہو اور عربی سے نا بلد لوگ بھی اس کی تلاوت کر سکیں۔

دوسرا طبقہ کہتا ہے کہ عربی رسم الخط کے علاوہ کسی بھی رسم الخط میں قرآن مجید کے حروف اور تلفظ کی ادائیگی دشوار ہی نہیں تھی یا ناممکن ہے۔ مثلاً ت، ط، ج، ذ، ن، ض، ظ، ث، س، ش، ص، ع، ح، د، ق اور ل کے درمیان جو فرق ہے اور جس کا معانی کی تبدیلی پر براہ راست اثر پڑتا ہے۔ عربی کے سوا کسی رسم الخط میں اس کی رعایت ممکن نہیں ہے۔ جہاں تک قرآنی تعلیمات کو عام کرنے کی بات ہے تو اس سے کسی کو اختلاف نہیں لیکن یہ مقصد ترجمہ و تفسیر کے ذریعہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اور اس پر کوئی پابندی نہیں۔

سینار میں برہمنہ تقریریں ہوئیں متعدد و فضلاء نے وقیع مقالے پیش کئے۔ اس ضمن میں اب تک جو تحریری مواد اکٹھا ہوا ہے اس کا جائزہ لیا گیا۔ مختلف اسلامی اداروں کی طرف سے صادر فتاوے بھی زیر بحث آئے مسئلہ کے تمام پہلوؤں پر غور و خوض کے بعد شرکا و سینار کی متفقہ رائے یہ قرار پائی کہ:-

”قرآن مجید کی کتابت و طباعت صرف اور صرف عربی رسم الخط میں ہو۔ عربی کے سوا کسی دوسرے رسم الخط میں قرآن مجید کی کتابت و طباعت درست نہیں ہے۔ اس سے غیر شعوری طور پر تحریف کا دروازہ کھل جائے گا۔ جس کو بد میں بند کرنا ممکن نہ ہو گا۔ مسلمان جہاں کہیں بھی قرآن کے اس رسم الخط میں تلاوت کرتے ہیں۔ عربی کو وہ کسی ملک یا کسی خطے کی زبان نہیں بلکہ اسلام کی سرکاری زبان سمجھتے ہیں۔ اس کو سیکھنے میں تھوڑی بہت جو زحمت ہوتی ہے اسے دوق و شوق سے برداشت کرتے ہیں۔ اس کے برعکس قرآن مجید کی تلاوت کے ضمن میں جو دشواریاں گنائی جاتی ہیں وہ کم ہمتی کی باتیں ہیں ع

جو تو ہی نہ چاہے تو بہانے ہزار ہیں

اسلام کی طرف بازگشت | ایک سرکاری بل کو منظور دے کر بنگلہ دیش کی پارلیمنٹ نے طے کر دیا کہ ملک کا سرکاری مذہب اسلام ہو گا۔ یوں ان قیاس آلامیوں کا خاتمہ ہو گیا جن میں کہا جا رہا تھا کہ صدر حسین محمد ارشد کی طرف سے اسلام کو سرکاری مذہب قرار دینے کی بات محض سیاسی سٹٹ اور انتخابی وعدہ ہے جس کا پورا کرنا ضروری نہیں۔ اسلام دشمن اور دین بیزار اقلیتوں کی جانب سے اس پر ناگواری کا اظہار تعجب خیز نہیں۔ اگر وہ خاموش رہتے تو اچنبھے کی بات ہوتی حیرت اس پر ہے کہ اقامت دین جن لوگوں کا نصب العین ہے ان کی جانب سے بھی اظہار ناپسندیدگی کیا گیا ہے +

جدید ترین آٹومیٹک پلانٹ پر تیار کردہ

UNIFOAM



جہاں آرام کا نام آیا۔ آپ نے یونی فوم کو پایا

Stockist:

Yusaf Sons

Babu Bazar, Rawalpindi Saddar Phone 66754-66933-66833

تیار کردہ

UNITED FOAM INDUSTRIES LTD.

LAHORE - PAKISTAN

Tel: 431341, 431551

قاری بنام مدیر

افکار و اثرات

- حقائق السنن شرح جامع السنن للترمذی شیخ الحدیث مولانا محمد حسن جان مدظلہ
- غیر مسلم اور سیرت نگاری مولانا قاضی محمد زاہد حسینی مدظلہ
- قادیانیت کے نئے حربے جناب بشیر احمد نفیسی لاہور
- اسلامی تاریخ کا شرمناک سانحہ جناب عبدالسلام کراچی
- الحق کے اہداف، مضامین اور تاثرات مولانا محمد انیسر مولانا مفتی ولی حسن

حقائق السنن شرح جامع السنن للترمذی

”حقائق السنن شرح جامع الترمذی“۔ از شیخ الحدیث استاذ العلماء حضرت مولانا عبدالحق صاحب مہتمم و شیخ الحدیث دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک رحمۃ اللہ علیہ و نور اللہ مرقدہ العزیز و افاض علیہ شائبہ مغفرتہ و احسانہ۔ اپنی افادیت، اور شریعت مطہرہ کے اسرار و رموز اور حکم و مصالح، اور سنن ترمذی کی ہر اعتبار سے ایک جامع شرح کی حیثیت سے ایک عظیم علمی شاہکار ہے اور حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا صدقہ جاریہ اور نیک یادگار ہے جس سے نہ صرف علماء کرام اور محدثین عظام اور طلبہ دور حق حدیث شریف استفادہ کرتے ہیں۔ بلکہ عبد اہل علم و قلم کے لئے دانشوروں، حکماء، صوفیائے عظام اور وکیلوں، ڈاکٹروں کے ساتھ فلاسفر اور جدید و قدیم معنومات حاصل کرنے کے شوق و ذوق رکھنے والوں کے لئے ایک دائرۃ المعارف، اور تاریخی، علمی، فلسفی، محدثانہ مباحث اور شریعت نبویؐ کے فوائد و مصالح اور رموز و اسرار کا حسین مرقع ہے۔ اس عظیم شرح کی ترتیب و تالیف انجمن تحشیہ اور عناوین و مراجعت میں اصلاً برادر گرامی قدر مولانا عبد القیوم حقانی کا بہت بڑا حصہ ہے جو انہوں نے مخدوم محترم مولانا سمیع الحق مدظلہ کی نگرانی و سرپرستی اور رہنمائی میں سرانجام دیا ہے۔ جو نہایت قابل تحسین اور مبارک باد ہے۔

اسی طرح ماہنامہ الحق میں ”مختلف پیشوں سے تعلق رکھنے والے ارباب علم و کمال کا تذکرہ بھی اپنے موضوع و مقصد میں کیلتے ہے۔ جو ایک نادر و نایاب اور تاریخی کتاب ”کتاب الانساب للعلامة السمعانی“ جس کے نام سے بھی بہت کم خواہاں متعارف ہوں گے، کے بعض اہم اور نادر موضوعات کا خلاصہ اور نچوڑ ہے۔ کہ اہل علم و کمال نے اپنی علمی، مطالعاتی و تحقیقی زندگی کے ساتھ ساتھ رزق حلال حاصل کرنے کے لئے ہر قسم کے جائزہ اور مشروع ذرائع اپنانے سے دریغ نہیں کیا۔

۱۰۔ طلب العلم فوریۃ علی مسلم پر عمل کرتے ہوئے ”طلب الحلال فوریۃ بعد الفریضۃ“ پر بھی عمل پیرا ہے ہی ذوق کے ساتھ، کسی کے دست نگر بن جانے سے حلال پیشہ اختیار کرنا ہزار بار بہتر اور ضروری ہے بہت سے علماء امام محدثین اور فقیہائے عظام، اپنے فنون میں مہارت اور شغف کے ساتھ حلال - حلال - قصاص - دھوبی

صباغ۔ رنگ ساز۔ جصاص۔ چونہ فروش۔ حلوائی۔ حذاء۔ موچی۔ قطان۔ پنہ فروش وغیرہ بھی رہ چکے ہیں۔ اور ان ذرائع معاش کے اختیار کرنے میں عام محسوس نہیں فرمایا۔ اور نہ یہ پیشے ان کے علمی ذوق و طلب اور تحقیق و جستجو اور تبلیغ و ارشاد اور تصنیف و تدریس میں حائل رہے جو ہمارے جیسے بے بضاعتوں کے لئے باعثِ عبرت اور ذریعہٴ رشد و استقامت ہیں۔ معاشرے میں بعض علماء کرام کو ان کے اپنی علمی مشاغل میں ہمہ وقت مصروف رہنے اور کسی دنیوی مشغلے کی طرف توجہ نہ دینے کی بنا پر بعض سادہ لوح قسم کے لوگ بے کار سمجھتے ہیں۔ اس عندیہ کے جواب کے لئے ان مضامین کو مستقل کتابی صورت میں اس کا مطالعہ عوام و خواص دونوں کیلئے بہت مفید ہے گا اور اہل علم کیلئے تاریخی معلومات اور حقائق کا ایک بڑا منبع ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ (شیخ الحدیث مولانا محمد حسن جان (مدظلہ) جامعہ امداد العلوم پشاور)

غیر مسلم اور سیرت نگاری

سید دو عالم حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ رفیع اس قدر معزز اور مکرم ہے کہ اکثر علماء اسلام سیرت پر تقریر کرنے سے پہلے مندرجہ ذیل شعر پڑھا کرتے ہیں ۵

ہزار بار بشویم دہن بہ مشک و گلاب
ہمنوز نام تو گفتن کمال ہے ادبی است

بلکہ اکثر مسلمان تو سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک بھی بے وضو نہیں لیتے جیسا کہ سلطان شمس الدین التمش کا بیٹا سلطان ناصر الدین محمود اپنے ایک ملازم کو جس کے نام میں عجل نقابے وضو ہونے کی حالت میں کسی دوسرے نام سے پکارا کرتا تھا۔ اس لئے ایسے مقدس اور متبرک موضوع پر کسی غیر مسلم کو اجازت دینا اور پھر اس پر انعام کی بارش کرنا عظمتِ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مجروح کرنا ہے۔ اگر غیر مسلم سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دل سے تصدیق کرتے ہیں۔ تو ان کو آپ پر ایمان لانے میں کوئی رکاوٹ ہے اس لئے سیرت کے موضوع پر قائم شدہ اداروں کو اس سے اجتناب ضروری ہے۔ واللہ الموفق

(حضرت مولانا قاضی محمد زہرا ہدائسی (مدظلہ)

قادیانیت کے نئے حربے

مکرمی آپ کی خدمت میں ایک پمفلٹ جو مولانا سمیع الحق جواب دیں کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ اور ہزاروں کی تعداد میں ملک بھر میں مفت تقسیم کیا گیا ہے، بھیج رہا ہوں۔ اسے مرزا یوں نے "انجمن تحفظ پاکستان" کے فرضی نام سے شائع کر لیا ہے۔ آپ نے جو قادیانیت کے ناپاک عزائم کے خلاف ایوانِ بالا میں آواز اٹھائی اور

تحریک چلائی ہے۔ قادیانیوں کے لیڈر مرزا طاہر حسد کی کیسٹ کے حوالے سے پورے ایوان کے سامنے مزایوں کی ملک دشمنی کا ٹھوس ثبوت مہیا کر دیا ہے۔ اس پر قادیانی امت میں نہ لرزہ برپا ہو گیا ہے اور اب آپ نے جو علماء کو ۲۷ فروری کو اسلام آباد میں ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونے اور قادیانیوں اور قادیانی نوازوں کے خلاف تحریک چلانے کا فیصلہ اور جرات مندانہ اقدام کیا ہے تو اس سے قادیانی امت بوکھلا اٹھی ہے۔ اس پمفلٹ کو آپ پڑھیں اس کی ہر سطر سے آپ کو اندازہ ہو گا کہ قادیانیوں کو اب حکومت سے ملک کے ارباب اقتدار سے، قومی اور سیاسی لیڈروں سے کوئی اندیشہ نہیں رہا۔ اب وہ کھل کر ملک میں اپنا کھیل کھیل گئے۔ سندھ حکومت کا سیکرٹری بھی تو کنوراولیس قادیانی مقرر کر دیا گیا ہے۔ تین سو سے زائد افسر قادیانیوں کے کلیدی اس میوں پر براجمان ہیں۔ قادیانیوں کو اب علماء حق سے خطرہ ہے۔ وہ آپ حضرات کو اپنے راہ کی رکاوٹ سمجھ رہے ہیں۔ اس پمفلٹ میں آپ کی سیٹ تقریر کے حوالے سے آپ کو جواب دینے اور قادیانیت کا بھرپور دفاع کرنے کی کوشش کی گئی ہے بہر حال عریضہ سے مقصد یہ ہے کہ آپ کوئی فکر نہ کریں۔ آپ کا موقف درست ہے آپ کا مشن ختم نبوت کے تحفظ کا مشن ہے علماء حق کی ایک عظیم جماعت اور دینی قوتوں اور جمہور مسلمانوں کا تعاون آپ کو حاصل ہے۔ خدا تعالیٰ کی غیبی نصرتیں آپ کے ساتھ رہیں گی علماء حق کو اب تو بیدار ہونا چاہئے قادیانیوں اور قادیانیت نوازوں کے ساتھ چل کر حق کے غلبے کے راستے مسدود کرنے والے اس وقت کیا کریں گے جب خدا کی بارگاہ میں پوچھا جائے گا کہ میرے نبیؐ کے تقدس پر اور میرے صحابہؓ کی عظمتوں پر کفار و فجار اور اشرار کی یلغار تھی اور تم لوگ بھی ان کے شانہ بہ شانہ چل رہے تھے۔

ابھی سے سوچ لو۔ وگرنہ روز محشر میں

میرے سوال کا تم سے جواب ہو کہ نہ ہو

یہ پمفلٹ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کی تحریک برحق اور آپ کی تحریک کا ہدف درست ہے کہ تیر نشانے پر لگا

شعبیر احمد نفیسی۔ لاہور

ہے۔ اللہ مزید ہیبت دے۔

اسلامی تاریخ کا شرمناک سانحہ

میرے محترم! ہمارے ملک کے سیاسی و دینی حالات کا بہاؤ ۱۹۷۰ء کے بعد سے جس سمت کو جاری ہے، وہ ہر درد مند و حساس طبیعت کے حامل فرد کے لئے باعث تشویش ہے۔ ایک ابدی و آفاقی نظریہ کی بنا پر جو خطہ زمین حاصل کی گئی ہے اور جس کے لئے لاکھوں مسلمانوں کی قربانی دی گئی۔ برسہا برس کی جدوجہد بھاگ دوڑ کے بعد ایک ملک ہمیں نصیب ہوا جس میں اس نظریہ کو عملی جامہ دینا تھا۔ مگر پھر کیا ہوا۔ یہ بہت ہی افسوسناک حقیقت ہے ۲۵ سال بعد ملک کا ایک حصہ جاہلی عصبیت کے خوفناک دیوتا کے بھینٹ چڑھ گیا اور لاکھوں مسلمانوں کا قتل عام ہوا۔ پھر

اس بچے کے ملک میں وہی تعصب پرستی و سانی قومیت کا جھوٹا چہنہ لگا۔ گناہوں کی بھرمار اور بے حیائی و بدشعری کی یلغار کو دیکھ کر کیا یہ باور کیا جاسکتا ہے کہ یہ ملک اسلام کے اعلیٰ سماجی، معاشی و مذہبی افکار و اقدار کو عملی جامہ پہنانے کے لئے وجود میں آیا تھا۔ کونسا گناہ ہے، کونسی بے شرمی و بے حیائی ہے جو یہاں موجود نہ ہو۔ یہ سب ہماری آنکھیں دیکھ رہی ہیں۔ کان سن رہے ہیں اور دل خلش محسوس کر رہے ہیں۔ کہ مسلمانوں کے ملک میں اسلام کیوں نظر نہیں آتا۔ کلمہ توحید کا قائل کیوں دین و مذہب سے بیگانہ ہو گیا ہے۔

افسوس کہ اب توحید ہو چکی۔ تعصب کا زہر پھیلتا ہی جا رہا ہے۔ بے حیائی و بے شرمی اور بے ایمانی کے سارے صندے اتنے عام ہو گئے کہ جی چاہتا ہے کہ اسے کاشمیر میں کرکھی میں مل جاتے۔ یہ کیا غضب ہے کہ عورت کو سربراہ مملکت بنادیا گیا۔ اب کیا رہ گیا کہ چشم پوشی کی جلتے اس ملک میں جسے محض اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا۔ اور بچا سولہ دینی مدارس و سہزاروں علماء کرام و دینداران کی موجودگی کے باوجود ایک بے پردہ و بے دین عورت کا حکمران بنایا جانا بندہ کے نزدیک اسلامی تاریخ کا ایک ایسا سانحہ ہے جو ہم سب کے لئے باعث ننگ و عار ہے۔

محسن انسانیت حضرت ختمِ رسولؐ نے اس قوم کے لئے تباہی و بربادی کی پیشین گوئی فرمائی ہے جو عورت کے لائق زمام اقتدار سونپ دے۔

میرے بزرگ! اب ایسے میں بھی ہم مصلحت کو ششی سے کام لیں۔ اپنے رواجی و رواستی طریقوں پر جسے رہیں اور عوام الناس سے رابطہ پیدا نہ کریں۔ ملک کے اندر طاغوتی قوتوں کے خلاف اعلان جہاد نہ کریں تو پھر ہمارا جینا کیسا بلکہ کیوں کیا ایسی حالت میں مر جانا بہتر نہیں۔ یہ ہماری بد نصیبی نہیں تو کیا ہے کہ ہماری آنکھوں کے سامنے سنتِ رسولؐ کا استہزاء ہوتا رہے۔ شعائر اسلام کا انکار و استخفاف کیا جاتا رہے۔ مسلمانوں کی بہو بیٹیاں سسر عام بے پردہ و عریاں پھریں۔ پانچ و گانے کا سارے ملک میں بازار گرم ہو اور ہم خاموش رہیں۔ شرمناک بے عملی کا مظاہرہ کریں۔ یہ طرزِ عمل سراسر دینی و ایمانی تقاضے کے خلاف ہے۔

اب تو نعرہ حق بلند ہونا چاہئے، توحید و سنت کے پرستاروں کو متحد و متفق ہو کر سوئی ہوئی امرت کو بھولا ہوا سبق یاد دلانا چاہئے۔ شہر شہر، قریہ قریہ، گاؤں گاؤں دین کا در در کھنے والوں کو پھرنا چاہئے۔ ٹھوکریں کھانی چاہئیں۔ خاقہ و سختیاں برداشت کرنی چاہئیں۔ کوئی ہنسے یا طنز کرے، ہمیں تو بس اپنے کام سے دھن ہو اور اس ایک ہی لگن ہو کہ اس ملک میں یا تو قرآن و سنت کا نظام ہو گا یا ہم جان قربان کر دیں گے۔

بندہ کو یقین ہے کہ اگر اس جذبے کے ساتھ اہل حق کھڑے ہو جائیں، علماء کرام متحرک ہو جائیں۔ دینی مدارس کے اساتذہ و طلباء پر جوش و سرگرم ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ سے مدد و نصرت کی دعا کر دو گڑا کر قبول کرالیں۔ تو پھر کس بات کی دیر ہے، رحمت الہی سارے کام بناوے کی میری دلی تمنا ہے اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ

تمام دینداروں کو متحد و متفق فرما اور دین کے لئے جان فربشی کا جذبہ بیدار فرما۔ آمین یا رب العالمین ۵
برگزیدہ دانش زندہ شد بہ عشقے ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

(عبد السلام، ناظم آباد، کراچی)

"الحق" کے اہداف، مضامین اور تاثرات

✽ برادر محترم مولانا عبد القیوم حقانی نے الحق (جنوری ۱۹۸۹ء) میں جو ادارہ تحریر فرمایا وہ بھی ہمارے لیے مشعل راہ ہے، دل کی آواز کے طور پر ماہنامہ اقراء ڈائجسٹ کے نقش آغاز میں اس کو شامل کیا جا رہا ہے۔ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مظلہ کی طرف سے جو علمائے کنونشن کا اعلان ہوا تھا اس کی افادیت کے پیش نظر اسے عام کر دیا گیا۔ اب یہ اب اس تمام مسالک دیوبندی بریلوی اور اہلحدیث علماء کرام کی جانب سے ۲۴ فروری کو منعقد کیا جا رہا ہے جس میں آئندہ کیلئے دائرہ عمل تیار کیا جائے گا۔ علماء کرام سے درخواست ہے کہ وہ اختلافات فروغی کو بالائے طاق رکھ کر اس اجلاس میں شریک ہوں اور ۲۴ فروری کو اس منکر کے خلاف جو جہاد کا اعلان ہوا اس میں شریک ہو کر عند اللہ فلاح و کامیابی حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس عذاب سے فوری نجات عطا فرمائے اور اس جہاد میں ہمیں استقامت اور فتح عطا فرمائے (اقراء ڈائجسٹ، فروری ۱۹۸۹ء)

(حضرت مولانا مفتی ولی حسن مفتی اعظم پاکستان)

✽ "الحق" کے شمارہ جنوری ۸۹ء میں آپ کی ادارتی تحریر ملکی سطح پر تمام سیاسی اور اہم امور کو محیط ہے، اس جامعیت کو برقرار رکھنا چاہئے۔ عورت کی سہراہی اور لادینییت و مرزائیت کے خلاف تحریک کے کام کو آگے بڑھانے کی ضرورت ہے۔ رفتہ رفتہ یہ گاڑی رفتار پکڑ جائے گی انشاء اللہ۔ (مولانا محمد ابرار، مدیر ماہنامہ الخیر، ملتان)

✽ "الحق" کا تازہ شمارہ موصول ہوا۔ حالات و واقعات سے آگاہی ہوئی۔ الحق کے تازہ شمارہ میں عورت کی سہراہی پر زور و ادارہ اور مولانا سمیع الحق کا گراں قدر مقالہ پڑھا۔ آپ نے بروقت انتباہ فرمایا اس میں کوئی شک نہیں کہ عورت کا تسلط عذاب الہی کی ایک شکل ہے۔ ہماری بد اعمالیوں کی بدولت عورت اور وہ بھی بے نظیر ہم پر مسلط ہوئی۔ اجتماعی طور پر تانگ و دو اور جدوجہد کی سخت ضرورت ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ کے حضور استغفار اور دعاؤں کی بھی اشد ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ بحرمت البنی الکیم ہم پر رحم فرمائے۔ آمین

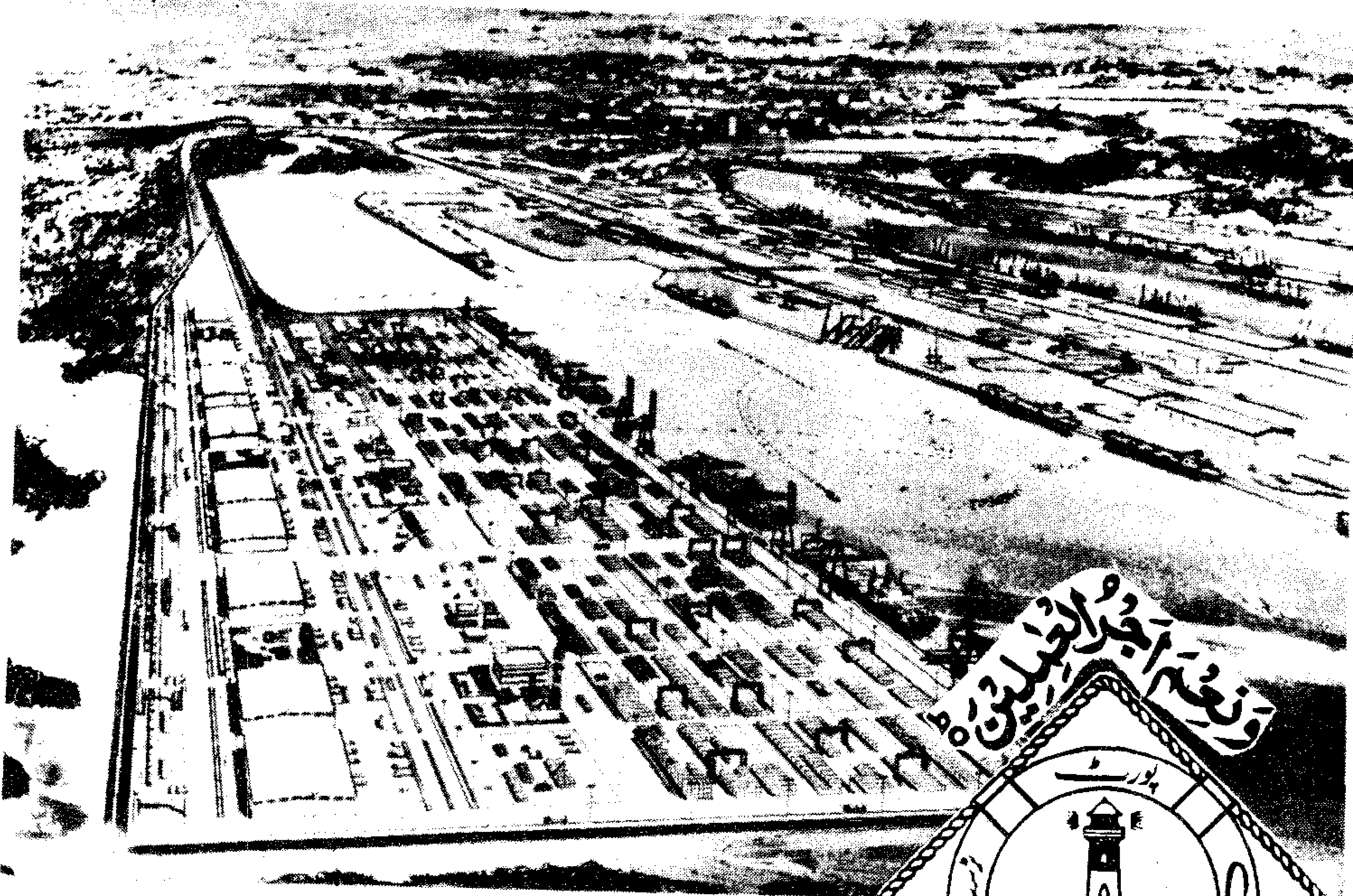
قاضی عبد الحمید فاروقی تلہ گنگ مصلح تحریک خدام اہلسنت و الجماعت

✽ الحق کے تازہ شمارے کے مضامین دیکھ کر یقین ہو گیا ہے کہ اللہ اس پرفتن دور میں ایسے علماء موجود ہیں جو بباگ دہل بغیر کسی خوف کے دشمن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر حق بات کہتے ہیں۔

الحق کے مضامین اور حق گوئی پوری امت کے لئے سرمایہ افتخار ہے۔ (مولانا احتشاق الحق ملازکی۔ ڈیرہ اسماعیل خان)

✽ الحق کا تازہ ادارہ صرف سلامت و شگفتگی، منفرد اسلوب نگارش اور ادب کی پختگی کا آئینہ دار ہی نہیں بلکہ فکر و نظر کی گہرائی کا غماز بھی ہے۔ ادارہ کے مضمون میں آپ نے حق ادا کر دیا ہے۔ (قاضی عبد الحمید حقانی۔ کراچی)

محفوظ اقبال اعتماد مستعد بندر گاہ بندر گاہ کراچی جہازوں کی جنت



بندر گاہ کی خدمات کے جدید انداز کے ساتھ
عالمی تجارت کے لئے پُرکشش
پاکستانی معیشت کی تعمیر کے لئے کوشاں
ہماری کامیابیوں کی بنیاد

- انجینیئرنگ میں کمال فن
- مستعد خدمات
- جدید ٹیکنالوجی
- باکفایت اخراجات
- مسلسل محنت

۲۱ ویں صدی کی جانب رواں بمع

جدید مربوط کنٹینر ٹرمینلز
نئے میرین پروڈکٹس ٹرمینل
بندر گاہ کراچی ترقی کی جانب رواں

شیخ الحدیث مولانا فیض احمد ملتان • مولانا سید امیر الحسینی الندوی اندیا

مجلس شوری وفاق المدارس العربیہ کی تعزیتی قرارداد

۲۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ کو وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مجلس شوریٰ کا سالانہ اجلاس قاسم العلوم ملتان میں منعقد ہوا جس میں وفاق کی مجلس عاملہ کے ارکان کے علاوہ چاروں صوبوں سے دینی مدارس کے مہتممین، ناسندوں، اکابر علماء، اور مشائخ نے بھرپور شرکت کی کارروائی کے آغاز میں شیخ الحدیث حضرت مولانا فیض احمد صاحب ملتان نے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کے لئے تعزیتی قرارداد پیش کی۔ جسے متفقہ طور پر منظور کر لیا گیا۔ ذیل میں اس قرارداد کے متن کے علاوہ مرکز الاسلامی احمد آباد ہند کے امیر سید امیر الحسینی الندوی کا تعزیتی مکتوب بھی نذر قارئین ہے۔ (ع ق ح)

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مجلس شوریٰ کا بے عظیم اجلاس استاذ العلماء محدث کبیر عارف باللہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ سرپرست وفاق المدارس کے سانحہ ارتحال پر صدمہ درجہ رنج و الم کے اظہار کے ساتھ ساتھ مرحوم کے دینی و علمی خدمات اور قومی و ملی اور سیاسی کارناموں پر انہیں زبردست خراج تحسین پیش کرتا ہے مرحوم وفاق المدارس پاکستان کے سرپرست اعلیٰ تھے۔ ان کی توجہ، مفید مشوروں اور دعاؤں سے الحمد للہ کہ وفاق نے اپنے اہم مقاصد اور اہداف میں خوب ترقی کی ہے۔ اس لحاظ سے وفاق تاقیامت مرحوم کا ممنون اور شکر گزار رہے گا۔ مرکز علم دارالعلوم حقانیہ، عظیم قومی و ملی اور ملکی و سیاسی خدمات، پارلیمنٹ میں مجاہدانہ کردار وفاق المدارس کی تنظیم، کارکردگی، وفاق کی سطح پر علماء کے اتحاد اور امت کا یہ مرکزی ادارہ بھی مرحوم کے لئے عظیم صدقہ جاریہ ہے۔ موجودہ دور میں امت مسلمہ کو درپیش اہم مسئلہ افغانستان کی آزادی اور وہاں پر اسلامی حکومت کا

قیام ہے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے اس معرکہ کارزار میں دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء اور قدیم طلبہ کی ایک بہت بڑی تعداد میں انفرادی قوت مہیا فرمائی ہے جو اب میدان کارزار میں قائمانہ اور محاذ جنگ پر زبردست جرات مندانہ کردار کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔

آج کا یہ اجلاس مرحوم کے تلامذہ، مجتہدین، اہل علم حضرات بالخصوص مرحوم کے جانشین حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ اور جملہ اہل خاندان سے تعزیت کرتا ہے اور دعا ہے کہ باری تعالیٰ مرحوم کا قائم فرمودہ گلشن علوم نبوت دارالعلوم حقانیہ سدا بہار رکھے۔ اور باری تعالیٰ ان کے برکات سے امت کو وفاق المدارس العربیہ اور بالخصوص مولانا سمیع الحق مدظلہ کو مالا مال فرمائے تاکہ احیاء دین، اشاعت علم اور غلبہ اسلام کی تحریک جاری رہے۔

تعزیتی مکتوب سید امیر حسینی الندوی احمد آباد ہند

محذومی و محرمی بخند مت عالی جناب شیخ سمیع الحق صاحب زید شرفکم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد سلام مسنون و بعد احترام۔ امید واثق ہے کہ اس جناب معہ جملہ اہل خانہ و متعلقین بخیر و عافیت ہوں گے۔ یہ عیسیٰ پرمعاشی بھی بفضلہ مع الخیر ہے۔

محذومی المکرم۔ گذشتہ دنوں ہند اور بیرون ہند کے مختلف اخبارات اور جرائد کے ذریعہ یہ المناک خبر ملی کہ شیخ المشائخ استاذ الاساتذہ حضرت علامہ عبدالحق حقانی صاحب زید مجدد رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مسلمانان ہند ابھی شہید اسلام و شہید جہاد افغانستان مرحوم حضرت محمد ضیا الحق علیہ الرحمہ کے ساتھ احوال کے صدمات اور رنج و الم سے سنبھلے ہی نہ تھے کہ ان پر ایک اور کمرہ الم ٹوٹ پڑا۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق نور اللہ مرقدہ صرف برصغیر ہند و پاک ہی نہیں بلکہ پورے عالم اسلام کے علمی حلقوں میں انتہائی عزت و عظمت اور قدرو منزلت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ ہندوستان کے علمی حلقوں میں ہمیشہ آپ کا ذکر خیر ہوتا رہا۔ راقم الحروف دو بر طالب علمی کے ابتدائی ایام ہی سے اپنے اس تاذہ کرام کی زبانی حضرت شیخ عبدالحق حقانی علیہ الرحمہ کے غیر معمولی علم و فضل اور زہد و کمال کے بارے میں سنتا رہا۔ اور دل ہی دل میں شرف ملاقات کا اشتیاق بڑھتا چلا گیا۔ بالآخر گذشتہ سال اکتوبر کے مہینے میں احمد آباد انڈیا سے پنپ و تک کا سفر صرف اسی مقصد کے لئے کیا۔ کہ دور حاضر کی اس عظیم شخصیت اور ایک پکیہ علم و کمال کی زیارت باسعادت سے مشرف ہو سکوں۔ چنانچہ ایک روز کراچی سے پشاور اور پھر وہاں سے اکوڑہ خٹک حاضر خدمت ہوا۔

جمعہ کا دن تھا جامع مسجد میں نماز ادا کی۔ معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ حضرت علیہ الرحمہ اپنی علالت کی وجہ سے

گھر کے متصل چھوٹی مسجد میں نماز ادا فرماتے ہیں چنانچہ ایک طالب علم کی رہنمائی میں اسی مسجد میں حاضر ہوا۔ حضرت نماز سے فارغ ہو کر دو خادموں کے تعاون اور سہارے سے دولت کدے کی طرف چل دتے۔

راستہ روک کر سلام کر کے عرض کیا کہ حضرت آپ کی ملاقات کی خاطر ہندوستان سے حاضر ہوا ہوں۔

چند لمحے کھڑے کھڑے گفتگو فرمائی۔ اندازہ گفتگو اور حالت سے محسوس ہو رہا تھا کہ حضرت غایت شفقت سے تکلف فرما رہے ہیں۔ لہذا معذرت کر کے رخصت طلب کی۔ فرماتے لگے کہ نہیں آج تو آپ میرے مہمان رہیں گے اور ساتھ ہی ساتھ اپنے صاحبزادے اور پوتوں کو حکم دیا کہ ان کو بیٹھک میں لے جائیں اور مشروبات سے تواضع کریں۔ حسب حکم مہمان خانے میں حاضر ہوا۔ آپ کے بھائی اور بچے نیز مدرسہ کے چند طلبہ ہندوستان سے متعلق حالات معلوم کرتے رہے۔ یوں عصر تک قیام رہا اور میں شام کو راولپنڈی کے لئے روانہ ہو گیا۔ آپ کے اہل خاندان و متعلقین کی مہمان نوازی سے میں بے حد متاثر تھا اور اپنی قسمت پر فداواں و نازاں تھا کہ اللہ نے اپنی زندگی کی ایک دیرینہ خواہش کی تکمیل فرمائی۔ اور اس صدی کے ایک عظیم مجاہد اور امام وقت کی زیارت سے مشرف فرمایا۔

حضرت شیخ علیہ الرحمۃ اس صدی کے ایک عظیم مجاہد تھے جنہوں نے اس دور میں جہاد بالقلم و السیف و دونوں کا عملی نمونہ پیش کر کے اپنی زندگی ہی میں وقت کی ایک سفاک و طاغوتی طاقت اور سپر پاور اشتراکی روس کو سپہائی اختیار کرنے پر مجبور کیا۔ اور آپ کے تلامذہ اُجلتے جہاد افغانستان میں مقدمۃ الجیش اور ہراول دستہ کا کردار ادا کیا ہے۔

جہاد افغانستان کی کامیابی و کامرانی اور فتح مندی کا سہرا بھی حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کے سر ہے۔ افغانستان کی آزادی کے بعد جب کہ وہاں کے نظام حکومت اور امور مملکت سے متعلق حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کے تلامذہ ان کی رہنمائی اور سرپرستی کے زیادہ محتاج تھے۔ ایسے وقت پر مجاہدین افغانستان ایک سرپرست کی سرپرستی و رہنمائی سے محروم ہو گئے ہیں۔ جو یقیناً پوری ملت اسلامیہ کی محرومی اور ناقابل تلافی نقصان کے مترادف ہے ہم کارکنان المرکز الاسلامی احمد آباد مرحوم کے حق میں دعا کرتے ہیں کہ ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ مرحمت فرمائے اور سپہاندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

راقم الحروف کی طرف سے آپ جملہ اہل خانہ و متعلقین کو تعزیت اور قلبی بہمدردی پہنچا دیں اور اس عاصی پر معافی کے حق میں بھی دعا فرمائیں۔

تخریر حضرت خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں !

نزلہ وزکام
جوشینا سے آرام



صدیوں کی آزمودہ اور چنییدہ نباتات کے نہایت موثر، کافی و شافی
اجزاء حاصل کرنا کمال فن ہے، دوا سازی کی عظمت ہے۔ ہمدرد میں ماہرین فن
اس عظمت اور خدمت میں ہمہ دم اور ہمہ جہت مصروف ہیں۔



ہمدرد

ہمدرد کی فنی محنت اور دوا سازی
کی صلاحیت کا ایک منظر ہے

جوشینا

نزلہ وزکام - جوشینا سے آرام
کھانسی اور سینے کی جکڑن کا موثر علاج

ادب اخلاق
خدمت خلق روح اخلاق ہے

بیاد

ولی کامل شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

یہ بزم دانش سے کون اٹھا ہے	کہ دل پہ کوہِ الم گرا ہے
دھواں دھواں سا جو اٹھ رہا ہے	یہ علم دیں کا دیا بجھا ہے
محدث وقت تھا " ولی تھا	فقیہ تھا " عاشق نبی تھا
نشانِ صدق و وفا جلی تھا	روانہ سُوئے بقا ہوا ہے
علوم نبوی کا وہ ہیں تھا	وہ شیخ مدنی کا جانشین تھا
سکونِ اہلِ دل حسیں تھا	دکھا گیا سر کے جو کہا ہے
مجاہدوں کا وہ مقتدر تھا	وہ سرفروشوں کا رہنما تھا
جتنوں نے ریشیا جھکا دیا تھا	وہ کارواں اب اُداس ہے
گھرا رہا گو سخن میں یکسر	چلی مصائب کی بادِ صرصر
ہوئی نہ ناں جو میں میسر	یہ غنیمت پھر بھی کھلا رہا ہے
نفاذِ اسلام ہو وطن میں	بہار آ جائے اس چمن میں
رہا مسلسل اسی لگن میں	اسبلی میں وہ گونج اٹھا ہے
لگا کے حقانیت کا گلشن	کئے ہیں دیں کے چراغ روشن
کلی کھلی دل کی کر کے درشن	چمن وہ دیکھو مہک رہا ہے
جو لمحہ صحبت میں ان کی گذرا	قسم ہے حاصل تھا زندگی کا
ہمارا دل یہ پکارتا تھا	لگاک فلک سے اتر پڑا ہے
مجھے حسینی ہے ان سے الفت	کی عمر بھر دینِ حق کی خدمت
مے تو شل سے ان کے جنت	یہی تمنا یہی دُعا ہے

حکومت پاکستان وزارت مذہبی و اقلیتی امور

عنوان = قومی سیرت کانفرنس ۱۹۸۹ء

مرد و خواتین کے لیے اس موضوع پر پیپرز / مضامین پیش کرنا

(۱) وفاقی وزارت مذہبی و اقلیتی امور مرد و خواتین ۱۹۸۹ء میں الگ الگ آئندہ ہونے والی قومی سیرت کانفرنس جو اسلام آباد میں ربیع الاول ۱۴۱۰ھ و ستمبر ۱۹۸۹ء میں ہوگی کے دوران سپیکر مندوبین کو پیش کیے جانے کیلئے مضامین / پیپرز کیلئے درج ذیل موضوعات کا بذریعہ ۱۱ اعلان کر رہا ہے۔

(اے) موضوع برائے قومی سیرت کانفرنس مردوں کے لیے

سورة الانفال کی آیت کریمہ یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ کی روشنی میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت داعی امن و اخوت۔

(بی) موضوع برائے قومی سیرت کانفرنس خواتین کے لیے

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں اسلامی سوسائٹی میں ماں کا درجہ اور کردار۔

(۲) مضامین / پیپرز مشتمل ۱۰-۱۵ اقل سکیپ صفحات تحقیقی اور ادبی میرٹ کے ہونے چاہئیں اور کسی محنتی مواد اور میٹرل سے متراہنہ چاہیے۔

(۳) اس طرح موصول ہونے والے مضامین / پیپرز ماہرین کی کمیٹی اوپنلٹ کرے گی اور کانفرنس میں شرکت کے لیے بطور سپیکر مندوبین رائٹرز / سکالرز / علماء کو خالصتاً صرف ماہرین کمیٹی کی سفارشات کی بنیاد پر دعوت بھیجی جائے گی۔

(۴) اعلیٰ صلاحیت اور معیار کے مضامین باقاعدہ منظور کیے گئے کتابی شکل میں طبع اور شائع کیے جائیں گے۔

(۵) ۱۲ منتخب بہترین مضامین / پیپرز پاکستان کے چاروں صوبوں ہر ایک دو فیڈرل ایریا اور آزاد کشمیر سے متعلقہ کانفرنس کے دوران نمایاں مضمون کے مصنف کو میرٹ کی ترتیب سے ماں ترتیب ۲۵۰۰ روپے اور ۵۰۰ روپے فی انعام دیا جائے گا۔

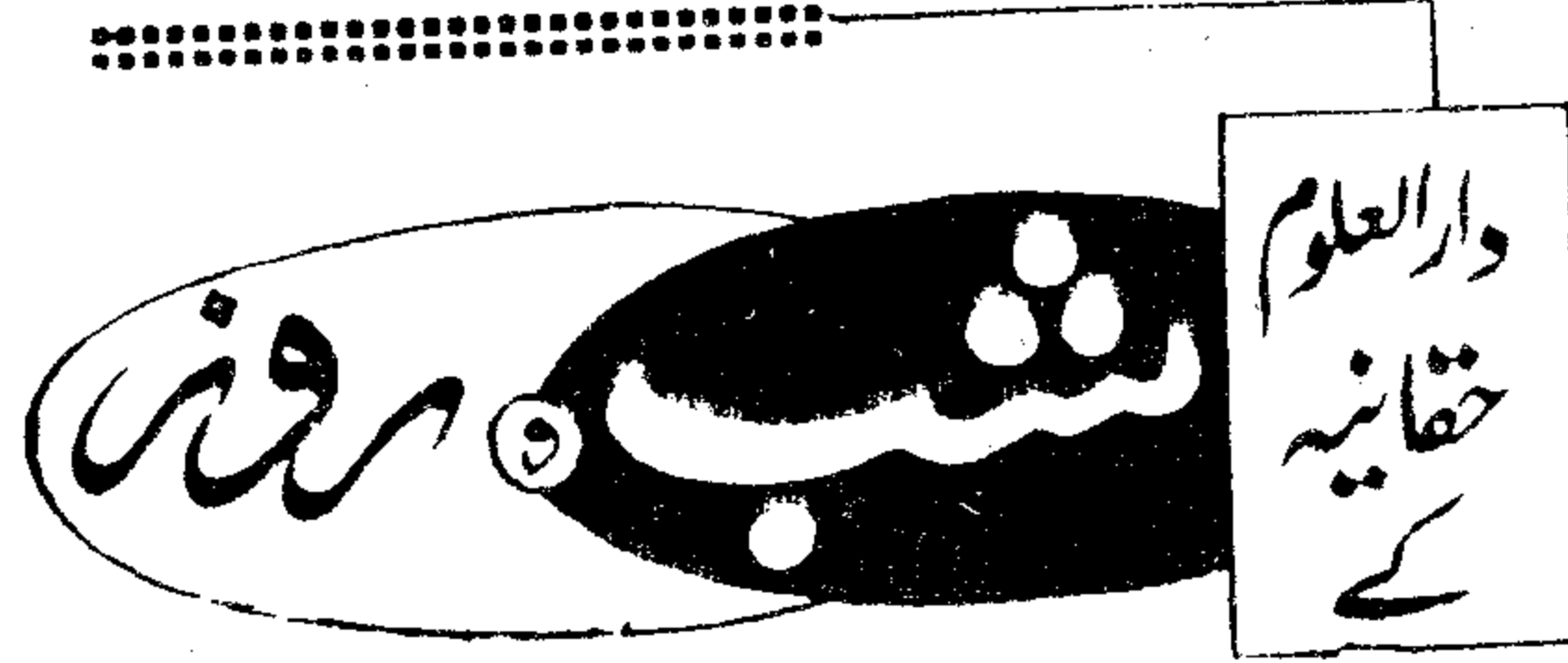
(۶) خواہشمند علماء / سکالرز / مصنف (مرد و خواتین دونوں) سے درخواست ہے کہ درج بالا ہر کیٹگری کی صورت میں منظور شدہ موضوعات پر اپنے پیپر / مضامین مختصر کیٹھام کی تین نقول اپنے ذاتی کوائف کے ہمراہ زیر دستخطی کو زیادہ سے زیادہ ۳۰ اپریل ۱۹۸۹ء تک ارسال کریں۔

(۷) مقررہ تاریخ کے بعد وصول ہونے والے مضامین / پیپرز قابل قبول نہ ہوں گے۔

(حسب الرحمن) ڈائریکٹر سیرچ اینڈ ریفرنس

فون ۸۲۸۴۷۲

PID(1)3813/97



مجلس شوریٰ کا سالانہ اجلاس دارالعلوم حقانیہ کے بانی و مہتمم شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کے حادثہ وفات کے ذریعہ دارالعلوم کی مجلس شوریٰ کا پہلا بار سالانہ اجلاس ۱۹ ستمبر ۱۹۸۸ء کو دارالعلوم کے کتب خانہ میں منعقد ہوا۔ اجلاس کی صدارت ریٹائرڈ کرنل جناب عبدالجبار خان صاحب آف مردان نے کی۔ تلاوت کلام پاک سے اجلاس کی کاروائی کا آغاز ہوا۔ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کے خطبہ استقبالیہ اور حضرت مولانا قاری محمد امین صاحب مدظلہ کی ابتدائی تقریر کے بعد ملک بھر سے آئے ہوئے ارکان مجلس شوریٰ نے متفقہ طور پر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین اور دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم کے طور پر دستار بندی کی۔ اس موقع پر ”متفقہ فیصلہ مجلس شوریٰ دارالعلوم حقانیہ منعقدہ ۱۹ ستمبر ۱۹۸۸ء“ کے عنوان سے درج ذیل تحریر بھی لکھی گئی جس پر تمام ارکان مجلس شوریٰ نے دستخط ثبت فرمائے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ: نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ۔

”حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ بانی و مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے سانحہ ارتحال کے بعد جس طرح ملک بھر کے اکابر علماء، مشائخ، معززین شہر اور دارالعلوم کے مشائخ و اساتذہ نے مولانا سمیع الحق صاحب پر اپنے عظیم والد کی نیابت و جانشینی اور دارالعلوم کے اہتمام کی ذمہ داری ڈالی ہے اور ان پر اعتماد کرتے ہوئے حضرت شیخ الحدیث کی دستار ان کے سر پر باندھی ہے اور حضرت مولانا انوار الحق صاحب کا ان کے نائب و معاون کے طور پر تقرر فرمایا ہے، ہم جملہ ارکان مجلس شوریٰ دارالعلوم حقانیہ متفقہ طور پر ملک بھر کے تمام اکابر علماء، مشائخ، معززین اور اساتذہ دارالعلوم کے اس فیصلے کی توثیق کرتے ہیں اور حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ پر حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کے جانشین اور دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے مہتمم اور ان کے بجائی مولانا انوار الحق پر ان کے نائب و معاون کے طور پر بھرپور اعتماد کرتے ہیں۔“

گزشتہ سالوں میں حضرت شیخ الحدیث کی تحریک نفاذ شریعت کے سلسلہ میں مصروفیات اور علالت کی وجہ سے دارالعلوم کی مجلس شوریٰ کے اجلاس منعقد نہیں ہو سکے۔ اب کے اجلاس میں دارالعلوم کے مہتمم حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے گزشتہ سالوں کی کارگزاری، مصارف، آمدنی اور مختلف مدت کی تفصیلی رپورٹ پیش فرمائی۔ انہوں نے ۱۹۸۶ء کے لیے ۵۱۹/۱۰۷۱ (سولہ لاکھ سترہ ہزار پانچ سو تیس روپے سترہ پیسے) ۱۹۸۷ء کے لیے ۵۰۷۱۰/۲۲ (بائیس لاکھ پچاس ہزار چھ سو دس روپے ستانوے پیسے) ۱۹۸۸ء کے لیے ۵۱۱/۸۱ (۲۰۰ روپے

(بیس لاکھ پانچ ہزار ایک سو گیارہ روپے اکاسی پیسے) سالانہ اخراجات کے مصارف اور تفصیلات بتائیں اور ۱۹۰۹ء کے لیے ۲۵۰,۰۰۰ (تیس لاکھ روپے) کا تفصیلی میزانیہ پیش فرمایا، جس کی مجلس شوریٰ نے متفقہ طور پر منظوری دیدی۔ ارکان شوریٰ نے دارالعلوم کے ہر شعبہ کے بڑھتے ہوئے ترقیات پر خداوند تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا۔ — مجلس شوریٰ کے اجلاس میں الحاج کرنل عبد الجبار خان، الحاج قریب اللہ، مولانا قاری محمد بن صاحب، مولانا حافظ انوار الحق صاحب، مولانا میاں عصمت شاہ صاحب، مولانا کاخیل، مولانا مطیع الرحمن صاحب، جناب محمد متاز قریشی صاحب، مولانا عبد الحنان صاحب، پارچیم، مولانا عبد الحنان صاحب، جہانگیر، مولانا عبد العزیز صاحب، مولانا جمال صاحب، مولانا غلام احمد صاحب، جناب گل شہزادہ صاحب، جناب ڈاکٹر حاجی صاحب شاہ صاحب، الحاج غلام السین صاحب، مولانا شاہ سید صاحب، الحاج محمد شعیب صاحب، مولانا مجاہد حسینی صاحب، حافظ حبیب الرحمن صاحب، مولانا فضل حکیم صاحب، جناب محمد عمر صاحب، جناب محفوظ الحق صاحب، الحاج سیف الرحمن صاحب، الحاج محمود صاحب، الحاج سیال بادشاہ صاحب، الحاج جموع گل صاحب، مولانا محمد حبیب اللہ صاحب، جناب محمود خان صاحب، الحاج وزیر محمد صاحب اور دیگر اکابر نے شرکت کی۔ اجلاس کئی گھنٹے تک جاری رہنے کے بعد دعا و خیر پر اختتام پذیر ہوا۔

احاطہ سید احمد شہید کی تعمیر اور تکمیل | دارالعلوم حقانہ میں ہمیشہ کے معمول کے مطابق سال رواں میں بھی طلبہ کے داخلہ کے موقع پر وہی بھیڑ رہی جو ہمیشہ ہوا کرتی ہے۔ دارالاقاموں میں حسب گنجائش طلبہ کو قیام کی جگہ دیدی گئی۔ طلبہ کی کثرت کے پیش نظر کرائے کے مکانات اور درگاہوں میں بھی طلبہ کے قیام کی صورتیں بنائی گئیں جبکہ طلبہ کیلئے نئے دارالاقاموں کی شدید ضرورت کے پیش نظر ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء کو دارالحدیث کی مغربی جانب درگاہوں پر بالائی منزل کے طور پر ایک مستقل ہاسٹل کی بنیاد بھی رکھ دی گئی تھی جس کا سنگ بنیاد اعلیٰ کبیر ہتھ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ تھے اپنے دست مبارک سے رکھا تھا اور نام بھی انہوں نے ہی "احاطہ سید احمد شہید" تجویز فرمایا۔ سال رواں کے آغاز ہی سے حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کے مشورہ سے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے اس کی تعمیر کا کام بھی شروع کر دیا تھا، درمیان میں حضرت شیخ الحدیث کے سانحہ رحال کا حادثہ مناجاہ پیش آگیا، مگر الحمد للہ کہ دارالعلوم کے انتظامی تعلیمی اور تدریسی کاموں میں کوئی وقفہ عمل یا تعطیل نہیں آنے دیا گیا۔ دارالاقامہ سید احمد شہید کا تعمیری کام بھی مکمل ہو گیا ہے، یہ احاطہ نو کمروں پر مشتمل ہے اور ہر کمرہ میں پانچ طلبہ قیام کی گنجائش ہے۔ کرائے کے مکانات اور درگاہوں میں پڑے ہوئے طلبہ کو حسب گنجائش اس جدید دارالاقامہ میں منتقل کر دیا گیا ہے۔

شعبہ تخصص فی الفقہ | ۱۹۰۹ء کے تعلیمی سال کے آغاز میں حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کی سرپرستی میں ان کے مشورہ سے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے دارالعلوم میں باقاعدہ طور پر شعبہ تخصص فی الفقہ قائم فرمایا۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب مدظلہ کی نگرانی میں مولانا مفتی غلام الرحمن صاحب کو اس سلسلہ کے جملہ مراحل اور ذمہ داریاں سونپ دی گئیں۔ داخلہ اہلیت کی بنیاد پر کیا گیا۔ اس سال تین طلبہ (جو دارالعلوم سے درس نظامی کے فاضل ہیں) کے داخلہ کی گنجائش رکھی گئی۔ قیام و طعام، ریسرچ و تحقیق کے اسباب اور فرما بھی کتب کے علاوہ اس شعبہ کے طلبہ کو ماہانہ وظیفہ بھی دیا جاتا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ یہ شعبہ اپنی کارکردگی نظام تربیت، نصاب تعلیم، اساتذہ کی محنت، نگرانی و راہنمائی اور جملہ قواعد و ضوابط کے اعتبار سے توقع سے بڑھ کر کامیاب رہا۔

دوسالہ اس کورس کی تکمیل کے بعد طلبہ کو لیسرچ و تحقیق، تعلیم و تبلیغ اور تصنیف و تالیف کے لیے ملک و بیرون ملک کے مختلف اداروں میں خدمت دین کے بہترین مواقع مل سکتے ہیں۔ اگلے سال انشاء اللہ طلبہ کی تعداد میں اضافہ کیا جائے گا۔ داخلہ اہلیت کی بنیاد پر ہوگا۔ درس نظامی اور وفاق المدارس العربیہ کے فضلا جو اس شعبہ میں داخلہ کے خواہشمند ہوں وہ اپنی درخواستیں، سندات اور ضروری کوائف کے ساتھ سوال تک مہتمم دارالعلوم حقانیہ کے نام ارسال کر سکتے ہیں۔

شعبہ مؤثر المصنفین کے سالہ رواے | سال رواں میں بحمد اللہ دارالعلوم کے شعبہ مؤثر المصنفین نے اپنی روایات سے بڑھ کر کام کیا ہے۔ نئی مطبوعات میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی تازہ ترین

عظیم تاریخی اور شاہکار کتاب ”کاروانے آخرت“ جو ۵۰ صفحات پر مشتمل ہے عمدہ طباعت، گولڈن اور مضبوط جلد بندی کے ساتھ منظر عام پر آگئی ہے جس میں مشاہیر علماء، سیاسی زعماء، عالمی سیاست دانوں، ادباء، شعراء اور اہم شخصیات کی وفات پر موصوف کے سحر نگار قلم سے تعزیتی تاثرات، شذرات اور وقیع تبصرے ہیں جسے مولانا حافظ محمد ابراہیم فانی مدرس دارالعلوم حقانیہ نے گرانقدر تحشید کے ساتھ مرتب کیا ہے ○ — مولانا عبدالقیوم حقانی کی تصنیف ”امام اعظم ابوحنیفہؒ کے حیرت انگیز واقعات“

سال رواں کے آغاز میں منظر عام پر آئی اور ابھی سال پورا نہیں ہوا کہ اس کے دو ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ نکل گئے ○ — مولانا مفتی غلام الرحمن صاحب کی ”عقیدہ کے شرعی حیثیت“ بھی پچھلے دنوں طبع ہو کر آگئی ہے جو اپنے موضوع پر جامع اور منفرد رسالہ رسالہ ہے ○ — اسی ماہ مولانا عبدالقیوم حقانی کی تازہ تصنیف ”ارباب علم و کمال اور پیشہ رزق حلال“ عمدہ کاغذ اور اعلیٰ گولڈن جلد بندی اور عمدہ طباعت کے ساتھ منظر عام پر آگئی ہے جس میں مختلف طبقوں اور تمام پیشوں سے تعلق رکھنے والے کاہل علم، مشائخ، محدثین اور اساتذہ علم کا جدید اور اچھوتے انداز میں تذکرہ ہے، اپنے فن اور موضوع کے اعتبار سے اردو زبان میں تاریخ کی سب سے پہلی کتاب ہے ○ — مؤثر المصنفین کی پراپی مطبوعات میں سے جناب مدیر الحق مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

کی ”اسلام اور عصر حاضر“ کا دوسرا ایڈیشن طبع ہو کر آگیا ہے جو کافی عرصہ سے نایاب تھی، ملک بھر سے احباب کا اصرار تھا کہ اس کی طباعت کا فوری اہتمام کیا جائے۔ خدا کا فضل و کرم ہے کہ طباعت کا یہ نقش ثانی پہلے کی نسبت ہر لحاظ سے عمدہ، جاذب نظر، مضبوط، دلکش اور شاندار ہے ○ — مولانا عبدالقیوم حقانی کی ”دفاع امام ابوحنیفہؒ“ گذشتہ سال شائع ہوئی تھی جو کہ غیر مجلد تھی سال رواں کے آغاز میں اس کا دوسرا مجلد اور طباعت کے لحاظ سے شاندار ایڈیشن جو نہی منظر عام پر آیا ہاتھوں ہاتھ نکل گیا اب انشاء اللہ اس کے تیسرے ایڈیشن کی طباعت کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔ اس لحاظ سے مؤثر المصنفین کی مطبوعات کی تعداد اس قلیل مدت میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ۲۸ تک پہنچ گئی ہے اس شعبہ پر خصوصیت سے توجہ دی جا رہی ہے اگر قارئین اور عامۃ المسلمین نے بھرپور تعاون اور سرپرستی فرمائی تو لیسرچ و تحقیق اور تصنیف و تالیف کے اس شعبہ کی کارکردگی مثالی اور انقلابی حد تک کامیابی سے ہمکنار ہو سکتی ہے۔

الجمع من والاتمام من اللہ

واردینے و صادرینے | جہاد افغانستان کے محاذ کے عظیم جرنیل مولانا جلال الدین حقانی افغان مجاہدین کے ایک عظیم وفد کے

ساتھ اپنی مادر علمی دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے اور اپنے استاذ شیخ و مربی اور محسن حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر فاتحہ پڑھی۔ موصوف اپنے استاذ کے سانحہ ارتحال کے بعد پہلی مرتبہ محاذ جنگ سے پاکستان تشریف لائے تھے۔ دارالعلوم کے ہتم حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ سے دفتر الحق میں تعزیت اور ملاقات کی اور مسئلہ افغانستان کی اہم اور تازہ ترین صورت حال پر تبادلہ خیال کیا۔ موصوف کی اب کی تشریف آوری کا مقصد مولانا سمیع الحق مدظلہ سے ملاقات تھا، جبکہ اس سے چار روز قبل جب آپ دارالعلوم تشریف لائے تو دارالعلوم کی جامع مسجد میں طلبہ سے مفصل خطاب بھی فرمایا۔ مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی عدم موجودگی میں نائب ہتم مولانا حافظ انوار الحق صاحب مدظلہ نے دفتر اہتمام میں انہیں ضیافت دی۔ گزشتہ ماہ بزرگ عالم دین حضرت مولانا قاضی عبدالکریم صاحب مدظلہ مشائخ علماء اور فضلاء حقانیہ پر مشتمل ایک قافلہ کے ساتھ دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے، نماز مغرب کے بعد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر ختم القرآن اور ایصال ثواب کیا اور رات کا قیام بھی دارالعلوم میں رہا۔ وزیرستان سے تقریباً پچاس طلبہ کا ایک وفد اپنے اساتذہ اور پرنسپل جناب مولانا محمد قاسم صاحب فاضل حقانیہ کی قیادت میں دارالعلوم تشریف لایا۔ یہاں کے اکابر اساتذہ اور مشائخ سے ملاقات کی۔ یہاں کے دینی ماحول میں چند ساعات گزارنے کو اپنے لیے سعادت اور زندگی کا حاصل سمجھا۔ کالج کے نوجوان طلبہ یہاں کے تعلیمی نظام، نصاب تعلیم، اخلاقی تربیت اور علمی و روحانی ماحول سے نیک عزائم اور دینی جذبات لے کر شاداں و فرحان واپس ہوئے۔ جنوبی وزیرستان کے مشہور عالم دین اور جہاد افغانستان کے مصنف حضرت مولانا نور محمد صاحب دارالعلوم کے قدیم فاضل اور اب جہاد افغانستان کے عظیم مجاہد مولانا قاری لعل محمد صاحب اپنے رفقاء کے ساتھ دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے، نماز عصر کے بعد دارالعلوم کے ہتم مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے ان کی قیام گاہ پر ملاقات کی، قبائل میں دینی اقدار کے فروغ اور جہاد افغانستان کی حالیہ نازک اور حساس صورت حال پر تبادلہ خیال کیا۔ علماء پر مشتمل تبلیغی جماعت دارالعلوم تشریف لائی، تین روز تک دارالعلوم میں تبلیغی کام اور قیام رہا۔ ہاشلوں اور مختلف احاطوں میں گشت، مجالس تعلیم، بیان، ترغیب اور فضائل کے حلقے قائم ہوتے رہے۔

تالیف: مولانا عبد القیوم حقانی
ضمیمہ امت: ۲۷۲ صفحات
قیمت: ۵۰ روپے

اردو کی سب سے پہلی اور کامیاب کاوش، فکر و نظر، علم و عمل، تاریخ و تذکرہ، فقہ و قانون، اعلام و ملیت، طہارت و تقویٰ، سیاست و اجتماعیت، جذبہ اصلاح، انقلاب امت، تبلیغ و اشاعت دین، تعلیم و تدریس، غرض ہر جہت جامع اور نفع بخش

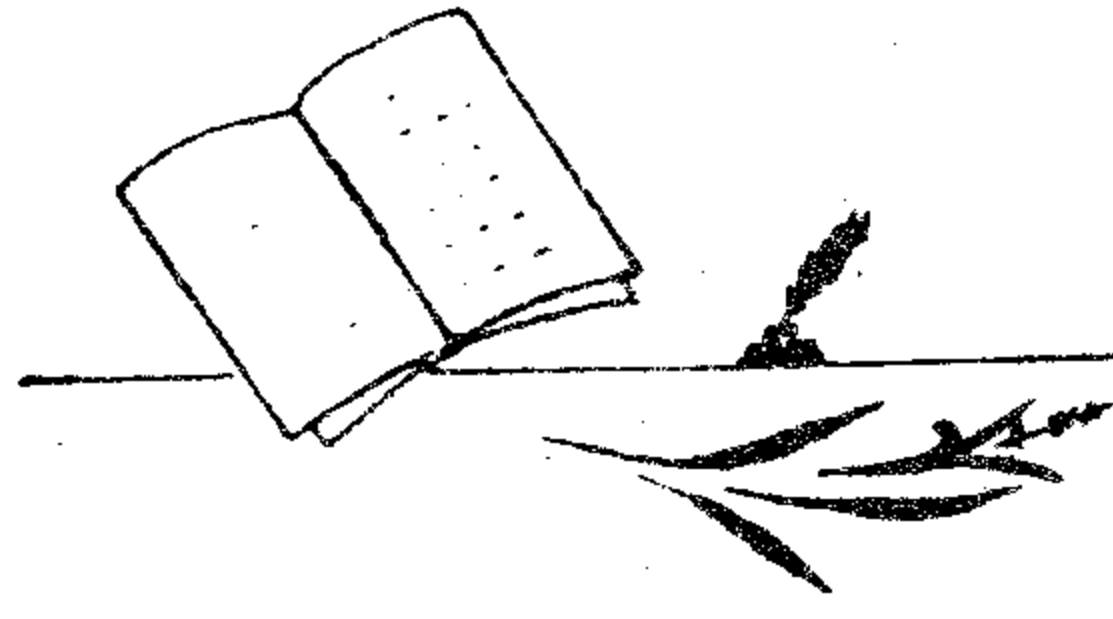
کتابت اور تدوین حدیث

جس میں کتابت کی شرعی حیثیت و اہمیت، ابتدائی مراحل، عہد سائنس اور عہد صحافت میں تحریری کام، کتابت حدیث کا اہتمام، کتابتیں و کج کاری و ستاويزات، سب سے پہلا تحریری دستور مملکت تدوین حدیث کی منظم اور باضابطہ کوششوں کے علاوہ موضوع سے متعلق دیگر کئی ایک اہم فوائد پر جامع اور مستند مباحث شامل ہیں۔

تالیف: مولانا عبد القیوم حقانی — قیمت: ۷۰ روپے

مؤتمراً مصنفین — دارالعلوم حقانیہ — اکوڑہ خشک — پشاور

مولانا حافظ محمد ابراہیم خانی



تعارف و تبصرہ کتاب!

سیرت ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ
تصنیف: چوہدری محمد صدیق کھوکھر — ناشر: مکتبہ الفاروق، سلہانپور روڈ لاہور
صفحہ مت: ۹۶ صفحات — قیمت: ۵ روپے

گو کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواج مطہرات مسلمانوں کی مائیں اور ان کی عقیدت و محبت کا محور ہیں۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔ البتہ اولیٰ بالمؤمنین من انفسہم و انرا واجبہ امہاتہم لیکن ان سب میں نوالی شان اپنی بیدار مغزی، اصابت رائے اور سیرت و صورت کے لحاظ سے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ہے۔ جن کو (جواہر مصنفین کتب رجال) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پیار سے حمیرا (گوری) فرمایا کرتے۔ ایک دفعہ آپ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا۔

یا ام سلمیٰ! لا تو ذینی فی عائشہ فانتہ واللہ ما نزل علی الوحی فی بیت وانا فی لحاف امودہ منکن

غیرھا (بخاری ص ۵۳۲)

اے ام سلمیٰ! حضرت عائشہؓ کے بارے میں مجھے اذیت نہ دو۔ کیونکہ اس کے سوا کوئی بیوی تم میں ایسی نہیں جس کے لحاف میں میرے پاس وحی آئی ہو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سیرت مبارکہ پر اس سے پہلے اردو زبان میں کئی کتابیں منصفہ شہود پر آئی ہیں۔ لیکن ان سب میں جامع ترین کتاب علامہ سید سلیمان ندویؒ کی سیرت عائشہؓ ہے۔ اس کے دیباچے میں آپ لکھتے ہیں ”ایک مسلمان عورت کے لئے سیرت عائشہؓ میں اس کی زندگی کے تمام تغیرات و انقلابات اور مصائب شادی، فتنہ سسرال، شوہر، سوکن، لاولدی، غربت، خانہ داری، رشک و حسد غرض ہر اس موقعہ اور ہر حالت کے لئے تفسیر کے قابل نمونے موجود ہیں۔ پھر علمی، عملی، اخلاقی ہر قسم کے گورگراں مایہ سے یہ پاک زندگی مالا مال ہے اس لئے سیرت عائشہؓ اس کے لئے ایک آئینہ خانہ ہے جس میں صاف طور سے یہ نظر آئے گا کہ ایک مسلمان عورت کی زندگی کی حقیقی تصویر کیا ہے“

زیر تبصرہ کتاب کے مولف چوہدری محمد صدیق صاحب کھوکھر نے اپنی تالیف کا ایک اور سبب بھی لکھا ہے،

"روئے زمین پر جب تک قرآن پاک کی تلاوت ہوتی رہے گی حضرت سیدہ کی پاکیزگی و طہارت، عصمت و عفت کے ترانے گونجتے رہیں گے۔ اور لیل و نہار کی کوئی نابکار گردش آپ کی عصمت و عفت اور پاکیزگی و طہارت پر اپنا شمار نہیں پھینک سکے گی۔ لیکن یہ بات نہایت دکھنے والے سے کہنی پڑتی ہے کہ بعض نام نہاد مسلمان دن رات آپ کی ذات گرامی پر سب و شتم کرتے ہیں۔ اور آپ پر سب و شتم اور تیرا بازی ان کا دل پسند مشرب ہے۔"

اسی ضرورت کے پیش نظر فاضل مؤلف نے انتہائی سہل مختصر اور دل نشیں انداز میں دریا کو کوزہ میں بند کیا ہے۔ ہم اپنے قارئین سے اس کتاب کے مطالعہ کی پرزور سفارش کرتے ہیں۔ (م۔ ۱۔ ف)

مرتب :- حافظ نور محمد انور — ناشر :- مکتبہ الفاروق، سلطان پورہ روڈ لاہور ۳۹

سیرت امیر المومنین حضرت امیر معاویہؓ

صفحہ ۱۶۰ — قیمت :- ۵۰/۳۳ روپے

خلفائے راشدینؓ کے بعد تاریخ اسلام میں جس شخصیت نے بحیثیت امیر جو کارنامے نمایاں انجام دیے وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ تقریباً ۲۰ سال تک آپ حکمران رہے۔ اور اس عرصہ میں آپ نے اسلامی فتوحات کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع کیا۔ چنانچہ اسلامی ریاست کا بیشتر حصہ آپ ہی کے دور امارت میں اسلام کے زیر نگیں ہوا تھا۔ لیکن بدقسمتی سے بنو عباس اور بنو امیہ کی باہمی رو آنتی چپقلش کی زد سے آپ بھی محفوظ نہ رہے اور یوں آپ کی بے داغ شخصیت کو داغدار کرنے کی منظم سازش شروع ہوئی جس میں عبداللہ بن سبا ہجوئی کے ٹوٹے ٹوٹے کید و ساز دیکھا۔ مگر ان بیگانوں کے علاوہ بعض نام نہاد دیگانوں نے جس انداز سے آپ پر سب و شتم کے تیر چلائے ان کے وار اور بھی گہرے ہیں۔

یوں تو امیر مظلوم رضی اللہ عنہ پر بہت ضخیم اور رسائل کی شکل میں کئی کتابیں منظر عام پر آئی ہیں۔ لیکن زیر تبصرہ کتاب جس کو محترم حافظ نور محمد صاحب انور نے ترتیب دی ہے، حضرت الامیر پر سید نور الحسن شاہ بخاریؒ علامہ دوست محمد قریشیؒ سردار احمد خان پٹافیؒ مولانا پیر غلام دستگیر نامیؒ مولانا ضیاء القاسمیؒ مولانا سجاد بخاریؒ مولانا داؤد احمد ہاشمیؒ اور مولانا عنایت اللہ کے تحریر کردہ مضامین کا مجموعہ ہے۔ جو کہ ان کی مذکورہ حضرات نے تنظیم المسند کے آرگن ماہنامہ دعوت کے حضرت امیر معاویہؓ نمبر کے لئے لکھے تھے۔ حافظ صاحب نے افادہ عام کی خاطر ان کو یک جا کر کے ایک بہترین تحفہ اردو دان طبقہ کے لئے تیار کیا ہے۔ جو آپ کو کئی ضخیم اور تاریخ کی کئی جلدوں پر مشتمل کتابوں سے مستغنی کر دے گا۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو عام مسلمان کے لئے مزید سودمند ثابت فرمانے کے ساتھ ساتھ حافظ صاحب کو صحابہ کرامؓ کی محبت کے عوض اجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین (م۔ ۱۔ ف)

